17-12-4

0-14-0
0-12-0
0-4-0
0-1-0
0-7-2
0-1-0
0-1-0
3-12-0
0-10-0
0-5-0
0-9-0
0-5-0
0-2-2
0-2-0
0-1-2

8-6-2

5
16 | 86
80
6

17-6
1-6
1-61

17-14-6
1-11-6
9-0-0
9-5½-0
6-14-0

-2-6 1-12 0
6-12-0

اخبار ہندوستان لاہور کے اعلیٰ درجے کے ناولوں کے سلسلہ میں نمبر ۹

جھیل کی معشوقہ

رینالڈس کے دل خوش کن ناول فشرمین کا خلاصہ ترجمہ

رقم زدہ

دینا ناتھ حافظ آبادی

جس کو

لالہ ایشر داس منیجر

حکیم رام کشن جنرل بک مرچنٹ بکسٹر تارکشان

لوہاری دروازہ لاہور نے

۱۹۲۳ء میں

دیش ہتیشی پریس لاہور میں باہتمام لالہ بوٹا رام
لکھنا پرنٹر کے چھپا

عجیب کتب

رسالہ علاج چشم۔ اس میں آنکھوں کی تمام تشریح معہ کل امراض اور آنکھوں کے بنانے کا حال معہ علاج درج ہے۔ قیمت (۶/)

ہومیوپیتھک طبیب یعنی ہومیوپیتھک ڈاکٹر یا ہومیوپیتھک مٹریا میڈیکا ہر ایک قسم کی بیماری کا علاج بطریق ہومیوپیتھک و ہومیوپیتھک ادویات کی تشریح قیمت (عہ/)

چھاٹ فارمہ کو پیارہ جو کہ تمام سرکاری شفاخانوں میں استعمال ہوتا ہے۔ قیمت سادہ (۲/) روغنی ڈنڈے دار (۶/)

علاج مار گزیدہ۔ سانپوں کی پہچان۔ اور ان کا علاج۔ یہ کتاب ایک بنگالی صاحب کی تصنیف کا قابل دید ترجمہ ہے۔ قیمت چار آنہ (۴/)

ہیولے پانی ٹھنڈا اور گرم طبع کرنا نہایت پکا اور نہایت عمدہ

گلٹ اور دھاتوں کا پانی بنانا سونا۔ چاندی۔ تانبا اور لوہا وغیرہ۔ جست میگنیشیم وغیرہ دھاتوں سے عجیب و غریب استعمال اور نئی ایجادیں درج ہیں۔ قیمت دو روپیہ (عہ)

علاج بذریعہ پانی۔ ہینگ لگے نہ پھٹکری۔ اور رنگ سب سے اعلیٰ ہو۔ اس کتاب میں حسب موقعہ گرم یا سرد پانی کے استعمال سے ہی تمام قسم کی بیماریوں کا علاج کیا گیا ہے۔ یہ قابل قدر کتاب ہر ایک گھر میں رہنے کے لائق ہے۔ اس کو بہت جلد طلب فرمائیں۔ قیمت (۴/)

خانساماں۔ اس کتاب میں انگریزی طریق پر ہر قسم کے کھانے پکانے کی ترکیبیں درج کی گئی ہیں۔ یہ گائیڈ بک ہے۔ قیمت (عہ)

علاوہ ازیں ہر قسم کے ناول موجود ہیں

المشتہر حکیم رام کشن جنرل بک مرچنٹ کٹڑہ تارکشاں لوہاری گیٹ لاہور

جھیل کی معشوقہ

باب اول

سعادت مند لڑکی

یہ قصہ اس زمانہ کا ہے۔ جس زمانہ میں کہ کمبرلینڈ میں سب سے بڑھکر دلچسپی اور رونق تھی۔ یہاں ایک نہایت ہی مصفّا اور خوشنما تالاب جو اپنی خوبی میں ثانی نہ رکھتا تھا موجود تھا۔ اس کے چاروں طرف اونچے اونچے سرسبز شاداب پہاڑ تھے۔ جو اس کو حلقہ چشم کی طرح تمام اطراف سے گھیرے ہوئے تھے۔ ان کے دیکھنے سے دماغ کو تراوت اور دل کو فرحت حاصل ہوتی تھی۔ مگر دو ایک پہاڑ ایسے بھی تھے۔ کہ جن پر پتھر اور ٹیلونکے سوا اور کچھ نہ تھا۔ مگر بعض پر گھاس کا نام و نشان بھی موجود نہ تھا۔ ان ویران اور خشک پہاڑیوں کو دیکھکر انسان بعض اوقات گھبرا جاتا تھا۔ علاوہ بریں یہ پہاڑیاں ایسی بلند تھیں کہ اور سب شاداب حصوں کو اپنے سایہ میں چھپائے رہتی تھی

تھیں۔ ادھر ان پہاڑیوں کی ویرانی اور ان کے ناہموار پہلو اور اُدھر سرسبز لہلہاتے ہوئے دوسرے قطعے جو سبزی اور قدرت کی مینا کاری سے مرصع تھے۔ ایک عجیب منظر پیدا کرتے تھے۔ ان شاداب حصوں میں سے ہم صرف ایک کو منتخب کرتے ہیں۔ یعنی مشرقی حصہ کے ایک پہلو کو۔ مغربی حصہ پر جھیل کے کنارے آسمان سے باتیں کرتے ہوئے پہاڑ۔ اور پہاڑ بھی کیسے جن پر نہ درخت اور نہ کوئی میوہ دار پیڑ۔ غرض کہ ان کو اگر بنجر کہا جائے۔ تو بہت ہی درست اور بجا ہوگا۔

مشرقی حصہ پر وہ خوشگوار اور وسیع میدان تھا۔ جس پر قدرت نے سبز مخملی فرش بچھا کر ایک ایسا عجیب غریب فرحت افزا مقام بنا دیا تھا۔ جسے انسان دیکھ کر بے اختیار یہی کہتا تھا۔

اگر فردوس بر روئے زمین است
ہمین است وہمین است وہمین است

اس منظر کے پشت کی طرف کچھ فاصلہ پر ایک اور سلسلہ پہاڑیوں کا شروع ہوتا تھا۔ جن کی چوٹیاں نہایت بلند اور نیچے سے اوپر تک بالکل گاؤدُم جیسے کسی بڑے صناع نے اپنے ہاتھ سے تراشی ہوں۔ ان کے دامن میں ایک چھوٹی سی بستی تھی۔ بستی کیا تھی! غریب غربا لوگوں نے اپنے گذارے اور موسم کے تغیر و تبدل کے اثر سے بچنے کے لئے چھوٹے چھوٹے گھر بنائے تھے۔ اس گاؤں میں زیادہ تر ماہی گیر بستے تھے۔ کیونکہ اس تالاب میں جس کی ناظرین کو ہم سیر کرا چکے ہیں۔ مختلف اقسام کی خوشرنگ مچھلیاں تھیں اور یہ ان بارہ تیرہ کنبوں کا جو اس کے کنارے بسے ہوئے تھے ایک اچھا گذارہ کا سامان تھا۔

ان پہاڑیوں سے چار میل کے فاصلہ پر ایک شہر بارڈویل نامی واقع تھا۔ اس شہر کی موجودگی ماہی گیروں کے حق میں ایک نعمت عظمے تھی

کیونکہ یہ بیچارے جو کچھ مچھلیاں محنت و مشقت کر کے اس جھیل میں سے پکڑتے اس شہر میں لے جا کر فروخت کر آیا کرتے تھے۔ اور یہاں سے اپنی ضرورت کی چیزیں لے جایا کرتے تھے۔ یہ جھیل جس کا نام ڈیلا میر تھا تقریباً تین میل لمبی اور ایک میل چوڑی تھی +

پھر اسی کے مقابل یعنی ان بنجر اور خشک پہاڑیوں کی چوٹی پر جو مغرب سے اس جھیل کو محصور کئے ہوئے تھیں۔ ایک چھوٹی سی عمارت قلعہ کے نمونہ پر بنی ہوئی تھی۔ گو اس کے گرد نہ تو خندق تھی۔ نہ اس کے گوشوں پر برج بنے ہوئے تھے۔ نہ مورچے ہی تھے۔ مگر یہ ایک سیدھی سادھی پرانی طرز کی نہ بہت بڑی نہ بہت چھوٹی مختصر سی عمارت تھی۔ جس کو ہم قلعہ کے نام سے موسوم کر سکتے ہیں اور اسی نام سے مشہور بھی ہے۔ مگر یہ نام اس کا اس وجہ سے نہیں مشہور ہوا ہے۔ کہ یہ قلعہ کی طرز و ساخت کی عمارت ہے۔ بلکہ درحقیقت یہ ایک قلعہ ہی ہے۔ اور اسی کام میں استعمال ہو چکا ہے اس عمارت کا وقوع پہاڑ کا بالکل عمودی کنارہ تھا جس کے پورے۔۔ افٹ نیچے جھیل کا پانی لہریں مار رہا تھا۔ اگر اس کے کسی دریچہ میں سے کوئی چیز گر پڑتی تو سیدھی جھیل میں جا پڑتی تھی۔

اس عمارت کے دو پہلو تھے۔ اگر پشت کی جانب دیکھا جائے تو یہ دقیانوسی اور نہایت پرانی اور بھدی عمارت معلوم ہوتی تھی۔ اور فوراً اس کے نظارہ سے انسان کی طبیعت اکتا جاتی۔ لیکن اگر مقابل کی سمت سے جس طرف اس کا دروازہ تھا دیکھا جائے تو بعینہ اس کے برعکس سین تھا۔ اس عمارت میں بعض بعض جگہ کچھ ترمیم بھی ہوئی تھی۔ جو دور سے صاف معلوم ہوتی تھی۔ اس کے دریچے جو پیشتر تنگ تھے ان کو کشادہ کیا گیا۔ اور ایک نہایت خوبصورت اور نفیس برآمدہ اس چمن میں جو اسی قلعہ کے متعلق تھا۔ حال ہی میں بنایا گیا تھا۔ دراصل عمارت قلعہ بلینڈ فورڈ کے نام سے مشہور تھی۔

لیکن کچھ دنوں بعد لوگوں کی زبان پر صرف اس کا نام قلعہ ہی قلعہ رہ گیا تھا۔ اس عمارت کے اندر جو راستہ جاتا تھا۔ وہ پہاڑیوں کے اندر ہوتا ہوا کچھ ایسا پیچدار تھا۔ کہ خم دار ہونے کے علاوہ بہت دور اور گھومدار ہوتا ہوا آیا تھا۔ اور اس کے متعلق جو مکانات تھے۔ وہ دور دور فاصلہ پر پھیلے ہوئے تھے۔

اس کی بڑی اور فراخ سڑک کے علاوہ جو صدر دروازہ قلعہ میں داخل ہوتی تھی۔ آمدورفت کا ایک اور راستہ بھی تھا یعنی اس کی پشت کی جانب جدھر کہ جھیل تھی۔ ایک زینہ بنا ہوا تھا۔ جو اوپر دریچہ تک آتا تھا۔ نیچے کی جھیل میں ہر وقت کشتیاں تیار رہتی تھیں۔ اور اس طور سے مذکورالصدر گھومدار راستہ طے کرنے کے بعد کچھ تھوڑی ہی دیر میں انسان کشتی میں آکر سوار ہو سکتا تھا اور دو چار منٹ میں اس جھیل کے اس کنارہ پر جا لگتا تھا۔ چنانچہ جب ماہی گیر وغیرہ اس قلعہ میں مچھلیاں دینا چاہتے تو اس زینہ سے ہو کر آتے جاتے تھے۔

ناظرین یہ دلچسپ و دلکش منظر ابھی تک موجود ہے۔ گو وہ پہلی سی بہار نہیں تاہم کچھ تغیر و تبدل کے ساتھ ضرور ہے۔ وہی چشم انتظار کی طرح وہ جھیل اور اسی طرح سرسبز شاداب پہاڑیاں اب تک نگاہ کو فرحت بخشتی ہیں۔ بنجر اور خشک پہاڑیوں سے ہُو کا عالم اب تک ہویدا ہے مگر افسوس کہ قلعہ جس کے حالات سے ناظرین کو آگاہ کیا گیا ہے۔ اس کا نشان مٹتا جاتا ہے۔ امتداد زمانہ نے اینٹ سے اینٹ بجا دی اور چرخ کج رفتار نے اس کی دلفریبی اور دلربائی خاک میں ملا دی ہے وہ زینہ جس سے کشتی کے ذریعہ چند منٹ ہی میں آدمی آ جا سکتا تھا۔ ایک بہت بڑی چٹان کے گرنے سے نیست و نابود ہو گیا ہے۔ اور اس کی ایک سیڑھی تک کا نشان نہیں ملتا۔ اور جن مکانوں میں ماہی گیر رہا کرتے تھے دیا ان کی جھونپڑیاں تھیں۔ وہاں آج ایک بہت ہی بارونق اور خوشنما شہر بنا ہوا ہے۔ اس میں

بڑی بڑی چوڑی سڑکیں فراخ و صاف گلی کوچے سبدے راستے اور عالی شان مکان بیشمار ہیں۔ سینکڑوں کی تعداد میں ہوٹل ہیں۔ غرضیکہ اچھا خاصہ باقاعدہ شہر ہے۔

شاہ چارلس دوئم کا عہد تھا۔ واضح ہو کہ یہ ایسے رنگیلے مزاج کے بادشاہ تھے۔ کہ لکھنؤ کے نواب واجد علیشاہ سے بھی ان کا مرتبہ بالاتر تھا! شام کے وقت ایک نہایت خوبصورت نوجوان عورت کمال نازو انداز سے قلعہ کے دریچے میں بیٹھی ہوئی جھیل کا نظارہ کر رہی تھی۔ جس کمرہ کے دریچہ میں یہ نوجوان عورت بیٹھی ہوئی تھی۔ وہ ایک عالی شان دالان کی پشت پر واقع تھا۔ اور کمرہ سے اس دالان میں آنے جانے کا راستہ بھی یہی تھا۔ یہ نازنین بلا کی حسین تھی۔ نہایت صاف شفاف رنگ۔ سرخ سرخ پتلے پتلے ہونٹ اور موتی سے دانت اس کے حسن کے دوبالا کرنے میں خاص مددگار تھے۔ بیس سال سے زیادہ کسی طرح اس کی عمر نہ ہوگی۔ پاک دامنی اس کا حصہ تھا اور حیا اس کی وراثت تھی۔ یہ دونوں صفتیں اس میں قدرت نے کوٹ کوٹ کر بھر دی تھیں *

اس کے نازک سرخ لبوں سے کم سخنی کی بو آتی تھی۔ اور اس کے چہرہ سے کسی قدر تکبر کا انداز معلوم ہوتا تھا۔ مگر ساتھ ہی البیلاپن بھی پایا جاتا تھا۔ اور اس کی آنکھیں الفت۔ نیکبختی کا نشان بتاتی تھیں۔ وہ لباس جو اس زمانہ میں فیشن سمجھا جاتا تھا۔ اس کے زیب بدن تھا جس سے اس کا سڈول جسم اور بھی غضب ڈھا رہا تھا۔ اور اس کے ساتھ ہی میانہ قامتی اس کے حسن دلفریب کو دوبالا کر رہی تھی۔ اس کے نشست کے انداز سے ایک طرف تو معلوم ہوتا تھا کہ اس کے دل میں اپنے حسن بے نظیر کا خیال ہے۔ اور یہ اپنے جاہ و منصب کو خوب سمجھے ہوئے ہے۔ اور دوسری طرف ایک قدرتی لاپرواہی بھی ظاہر ہوتی تھی۔ اسوقت اس نے دریچہ کی

چوکھٹ پر کہنی ٹیکی ہوئی تھی۔ اور اپنا سر جھکائے کسی فکر میں غرق تھی۔ اور سر کو اپنے نازک ہاتھ کا سہارا دے رکھا تھا۔ اس کی سفید سفید کلائی کے گرد کاکل جو لٹک کر لپیٹ گئے تھے۔ وہ زبان حال سے کہہ رہے تھے کہ ہم دل کو اس طرح اپنے پیچ میں لایا کرتے ہیں۔ اور اس کی خوشنما ڈھیلی آستین جو کسی قدر نیچے کو سرک گئی تھی۔ وہ جدا دل لبھانے کا دعوے کر رہی تھی۔

یہ کہنا مشکل ہے۔ کہ آیا جس حسین عورت کی نظر جمیل کے پارک کی سیر کر رہی تھی۔ یا کسی خاص شے کو ڈھونڈ رہی تھی۔ جو اسے نظر نہ آتی تھی۔ تھوڑی دیر بعد اس کمرہ میں ایک مسن شخص داخل ہوا۔ مگر اس غواص بحر فکر کو مطلق خبر نہ ہوئی۔ کہ کوئی شخص کمرہ میں آیا ہے یا نہیں۔ یہ اسی طرح خیال میں محو بیٹھی رہی۔ اس نووارد کی عمر قریب پچاس ساٹھ برس کے ہوگی۔ جسم کمزور پڑ گیا ہوا تھا۔ اور سب اعضاء نے جواب دے دیا تھا۔ لاٹھی ٹیک ٹیک کر چلتا تھا۔ اور کمر بھی بوجہ ضعیفی کے جھک گئی تھی۔ اس کے چہرہ کی رونق کافور ہو گئی تھی۔ اور منہ پر جھریاں پڑ گئی تھیں۔ اور ایک قسم کی سختی اور بدرونقی نمایاں تھی جسے ہم آسانی سے بیان نہیں کر سکتے یعنے وہ باطنی صفائی اور قدرتی سادگی نام کو نہ رہی تھی۔ جس کے لئے انسان کا چہرہ نظر بظاہر ہی خوشنما بنا دینا ضروری ہے۔

ناظرین کیا آپ جانتے ہیں۔ کہ اس نووارد مسن شخص کا کیا نام ہے؟ اس کا نام سرمائیس کولڑ بلینڈ ہے۔ اور اس وقت یہی اس قلعہ کا مالک اور اس پر قابض ہے۔ اور وہ نوجوان دوشیزہ لڑکی جو در بچہ میں جوانی میں سرشار بیٹھی ہوئی ہے۔ اسی کی اکلوتی بیٹی ہے۔

عرصہ ہوا۔ کہ اس مسن شخص کی پیاری بیوی اس سے ہمیشہ کے لئے جدا ہو چکی ہے۔ یا یوں کہئے کہ جس روز یہ پری جمال لڑکی پیدا ہوئی تھی

اُسی روز اسی کی والدہ عدم آباد کو سدھاری تھی۔ اس وجہ سے اس شخص کو ایک مدت سے شادی کا حظ اٹھانا نصیب نہ ہوا تھا۔ اس بیچاری لڑکی نے بھی جس کا نام فلورا تھا۔ کبھی شفقت مادری کی شیرینی کا مزہ نہ چکھا تھا۔ مگر اس کی خالہ نے اس کام کو سرانجام دیا تھا۔ اور اس کی تعلیم و تربیت اپنے ذمہ لینے کے علاوہ اس سے اس قدر محبت کرتی تھی۔ کہ اپنی اولاد سے بھی نہ کرتی اس کے لکھانے پڑھانے میں بڑی حوصلہ افزائی سے کام لیا نیک بختی اور دیانتداری کی نہایت اعلےٰ درجہ سے تعلیم دی تھی۔ لیکن ساتھ ہی اس کے مزاج میں خاندانی اعزاز کا غرہ اور شرافت کا تکبر بھی پیدا کر دیا تھا۔

جس وقت کا ہم حال بیان کر رہے ہیں۔ اس سے دو برس قبل اس نیکبخت عورت کا انتقال ہو چکا تھا۔ مگر اتنی مدت زندہ رہی تھی۔ کہ اس نے اپنی بھتیجی کو نیکبختی کے درجہ کمال پر پہونچا ہوا دیکھ لیا تھا۔ اور سمجھ گئی تھی۔ کہ وہ کوٹرز ملینڈ کے خاندان کا چشم و چراغ ہے۔

خیر آؤ دیکھیں نازنین کیا کہہ رہی ہے؟

وہ دریچہ میں اپنے خیالات میں غرق بیٹھی ہوئی یکایک کسی کا ہاتھ اپنے کندھے پر رکھا ہوا دیکھ کر چونک پڑی۔ اور نہایت جلد جمیل کی طرف سے نظر پھیر کر نووارد کی طرف دیکھا۔ اور مضطرب لہجہ میں کہنے لگی ” آہا ابا جان ہیں۔ میں تو ڈر گئی تھی۔ کہ کس نے یکایک میرے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

اس پر سرمائیس نے کچھ ایسے لب و لہجہ میں جواب دیا۔ جس سے گو پدرانہ شفقت کی بو آتی تھی۔ لیکن انداز بیان سے کچھ زیادہ الفت عیاں نہ ہوتی تھی۔ بلکہ اگر دیکھا جائے۔ تو اس میں وہ پیار سے کچھ زیادہ جو کہ عموماً والد کو اپنی اکلوتی بیٹی سے ہوتا ہے۔ سرمائیس نے کہا ای فلورا تم

اس قدر کیوں فکر میں مستغرق ہو۔ میں یقین کرتا ہوں کہ تمہارا فکر بے انتہا سخت ہوگا۔ کیونکہ جب تک میں نے اندر آکر تمہارے کندھے پر ہاتھ رکھکر تمہیں بیدار نہیں کیا۔ تمہیں کچھ خبر نہ تھی۔ کہ کوئی کمرہ میں آیا ہے یا نہیں۔

فلورا۔ (محجوب ہوکر لکنت سے) ابا جان ہیں! اور فکر میں غرق ہوں ؟

سرمائیس۔ (دریچہ میں اس کے پاس بیٹھکر) ہاں کیا تعجب ہے تمہارے تفکر کی وجہ سمجھ گیا ہوں یہ کچھ تم پر ہی منحصر نہیں سب کا یہی حال ہوتا ہے۔ یہ ایک قدرتی بات ہے۔ تم کیوں متعجب ہوتی ہو۔

فلورا اس جملہ کے سننے سے یکایک اوچھل پڑی۔ ایک لمحہ تک اضطراب اور بے چینی کے ساتھ اپنے باپ کو دیکھا کی۔ لیکن اس کا یہ اضطراب فوری تھا۔ جو تھوڑی دیر میں کافور ہو گیا۔ اور وہ مطمئن ہوگئی۔

سرمائیس۔ بیٹی میں بخوبی جانتا ہوں۔ کہ یہ قلعہ نما مکان جو ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ آسمان کی ساتویں منزل پر ہے۔ اور ویران اور سنسان پہاڑیوں میں بنا ہوا ہے۔ تم سی نوجوان کے واسطے خوشی اور شادمانی سے بالکل خالی ہے۔ گو یہ مانا کہ یہاں ہمارے اور عزیز آشناؤں کے مکانات ہیں۔ لیکن وہ دور ہیں۔ اور اس قدر زیادہ فاصلہ پر ہیں۔ کہ جہاں آنا جانا ذرا دشوار معلوم ہوتا ہے۔ یہی باعث ہے کہ مدت کے بعد کبھی اس قلعہ کی چاردیواری میں مجلس عیش و طرب ہوتی ہے۔ ورنہ اگر سب یک جا ہوتے تو دوسرے تیسرے دن ضیافت وغیرہ کی چہل پہل ہوتی رہتی۔ فلورا اب میں جانتا ہوں کہ تم اپنی سہیلیوں کی صحبت کے واسطے ترستی ہو یا تمہارا دل لنڈن کی سیر کو چاہتا ہے۔ اور وہاں کی بڑی بڑی رنگیلی لیڈیوں اور

جنٹلمینوں سے ملنے کو تڑپ رہا ہے۔ میری سمجھ میں تو اب تک تمہارے فکر کی وجہ یہی آئی ہے۔

فلورا (طمانیت بخش لہجہ میں) نہیں ابا جان یہ بات نہیں۔ آپ میرے دلی جذبات اور خیالات کے جانچنے میں سراسر غلطی کر رہے ہیں۔ میرا ہرگز یہ خیال نہیں اور نہ میں یہ چاہتی ہوں۔ اس سے آپ بالکل مطمئن رہیے نہ آپ کی لڑکی اس قابل ہے۔ اور نہ ہو سکتی ہے۔

سرمائیکس۔ دیکھو تم اپنے دل میں کسی قسم کا رنج نہ کرنا۔ نہ مجھ کو تمہاری اس گفتگو پہ کسی قسم کا افسوس ہوا۔ میں اس بات کی قسم کھا سکتا ہوں۔ کہ میرے دل میں تمہاری طرف سے کوئی شبہ نہیں۔ میں نے یہ بات اس خیال سے کہی تھی۔ کہ ابھی تمہاری اوائل عمری ہے۔ اور ہمارے بادشاہ کے دربار میں عجیب عجیب سجیلے اور بانکے نوجوان جمع ہو رہے ہیں۔ وہ ظاہر ہے۔ اور وہ ضرور تمہارے حسن لازوال پر فریفتہ ہیں۔ کیونکہ دولت اور حسن ایسی چیزیں ہیں۔ کہ اگر یکجا جمع ہوں تو بڑے بڑے خوددار مندوں کے منہ میں پانی بھر آتا ہے۔ اور بڑے بڑے بہادر اس کے سامنے اپنا غرور سر جھکا دیتے ہیں۔ اور خدا کے فضل سے تم میں دونوں باتیں موجود ہیں۔ اول تو تمہارا حسن ہی ایسا ہے۔ کہ طائر دل کے شکار کرنے میں کسی طرح کوتاہی نہیں کرتا۔ دوسرے غریب بھی نہیں ہو۔ یہ میں جانتا ہوں۔ اور میرا فرض ہے۔ کہ تمہارے واسطے کوئی لائق نیک چلن نوجوان شوہر تلاش کروں۔ جو اخلاق و تہذیب میں ید طولیٰ رکھتا ہو۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ شہر لنڈن اور بالخصوص دربار کی صحبت بد سے بچا کر میں تمہیں یہاں لے آیا ہوں۔ اب میری یہی خواہش ہے کہ جو امیر زادے یہاں آتے جاتے ہیں۔ ان میں سے کسی لائق اور ہونہار نوجوان سے تمہاری شادی کر دوں اور میں یقین کرتا ہوں۔ کہ ان ہی میں سے کوئی خوش نصیب ایسا نکل آئیگا۔ جو اپنا

عزیز دل تمہارے حسن پر نثار کرے۔ اور میری مرضی ہے وہ منظور کیا جائے۔ تاکہ اس طرح میں تم کو ایک مرتبہ اپنی زندگی میں خوشحالی اور شادمانی سے پہلو میں دیکھ سکوں۔ بس یہی میری آرزو ہے خدا دلائے۔

فلورا۔ (چونک کر) ہیں! اباجان۔ آج آپ یہ کیسی باتیں کرتے ہیں۔ خدارا ایسی گفتگو سے میرے دل کو نہ دکھایئے۔ اس سے تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ مجھے جدا کر کے اپنی جدائی میں تڑپائینگے۔ آپ کا یہ خیال محض بے بنیاد ہے۔ کہ میں آپ سے جدا رہ کر آرام سے رہوں۔ میں سچ کہتی ہوں۔ کہ بلا آپ کے میں ایک منٹ زندہ نہیں رہ سکتی۔

سرمائیکس۔ نہیں بیٹی۔ یہ تو ایک قدرتی بات ہے۔ کہ ماں باپ اپنی اولاد کے واسطے جہانتک ہو سکے۔ خوشی کے سامان مہیا کرنے میں شاد ہوتے ہیں۔ اب تمہاری اماں نہیں ہیں۔ تو کیا میں بھی اس خوشی کا حصہ نہ لوں۔ یہ تو میرا فرض عین ہے۔ کہ میں تمہاری شادی اپنی جیتے حیات میں کر جاؤں میں اس بات میں ہرگز غلطی پر نہیں ہوں۔ مگر میں یہ چاہتا ہوں۔ کہ اپنی لخت جگر اور اپنی ناز و نعمت کی پروردہ پیاری بیٹی سے ....!

فلورا۔ (نہایت محبت آمیز لہجہ میں شرما کر) آپ کا فرمانا درست ہے۔ لیکن بیٹی کا بھی فرض ہے کہ اپنے ان بزرگ اور برتر والدین کے قدموں کے نیچے پڑی رہے جنہوں نے بچپن میں اس کا گو موت اٹھایا اور دن رات اس کے آرام کے لئے وقف کر دیا۔ دن کو دن سمجھا نہ رات کو رات اپنا آرام حرام کیا۔ لیکن اسے تکلیف نہ ہونے دی۔ گو آپ نے تین سے لیکن بیٹی کو ذرا دکھ نہ ہونے دیا۔

سرمائیکس۔ (ایک تعجب اور خوشی کی نگاہ سے دیکھکر) خیر! انہوں نے کیا کہا ہے۔ یہ کوئی نئی بات نہیں کی ہر ایک کے والدین ایسا ہی کرتے ہیں

میری پیاری بیٹی اگر تمہاری شادی کسی ایسے شخص سے ہو جائے۔ جو اسی گرد و نواح میں رہتا ہو۔ تو بہت اچھا ہے۔ کیونکہ وہ ضرورت کے وقت تمہارے رنج و راحت میں شریک ہوتا رہے گا۔ اور میں بھی ہر سے بھلے وقت تمہارے پاس پہنچ سکوں گا۔ تو اس صورت میں میری۔۔۔۔۔۔!

فلورا۔ (کچھ افسردہ خاطر سی ہو کر اور دفعتہً کسی خیال کے آنے سے خوفزدہ ہو کر) خدا کے واسطے ابا جان اس گفتگو کو ختم کیجئے میں ہاتھ جوڑ کر عرض کرتی ہوں۔ کہ ان باتوں سے میرا دل شکستہ ہوتا ہے۔ مجھ کو۔۔۔۔۔۔!

سر ماٹیس۔ (اطمینان سے) نہیں نہیں۔ مدتوں بعد یہ موقع نصیب ہوا ہے۔ جس کی ایک عرصہ سے مجھے تمنا تھی اور اب اسے یوں ہاتھ سے کھو دینا نادانی کی بات ہے۔ میں نے چند مرتبہ اس امر کی کوشش کی ہے۔ کہ کسی صورت تم سے اس بارہ میں گفتگو کروں لیکن کوئی اتفاق ہی نہیں ہوا۔ اس وجہ سے اب تک ملتوی رہی۔ لیکن شکر ہے۔ کہ آج مجھے کامیابی ہوئی۔ زیادہ تر خوشی اس بات کی ہے۔ کہ جو میرا خیال تھا وہی نکلا۔ اب میں کہتا ہوں کہ وقت کو غنیمت خیال کر کے ایک لمحہ کی دیر نہ کرو اور جو میں کہتا ہوں اسے گوش ہوش کے ساتھ سنو اور عمل کرو۔

فلورا کا چہرہ زرد ہو گیا۔ نہایت حیران ہو کر باپ کی طرف دیکھنے لگی۔ منہ سے کچھ نہ بولی۔ اور اضطراب اور شک کی حالت میں انتظار کرنے لگی۔ کہ دیکھئے اب کیا کہتے ہیں؟؟

سر ماٹیس۔ فلورا تم جانتی ہو۔ کہ اب میرا آخری وقت اور ضعیفی کا عالم ہے آج نہ مرا کل مرا۔ ایک نہ ایک دن مرنا ضرور ہے۔ اس بات کو خدا ہی خوب جانتا ہے۔ کہ کب اور کس وقت موت بھیجدے۔ میں چراغ سحری ہو رہا ہوں۔ آثار جو ہیں۔ وہ ظاہر ہیں۔ سب قویٰ نے جواب دے دیا ہے۔ طاقت بدن میں مطلق نہیں رہی۔ اور یہی موت کا پیش خیمہ ہے۔ تم دیکھتی ہو بال میرے

سفید ہو گئے۔ دن رات مریض رہتا ہوں۔ غرضیکہ کوئی طاقت ایسی نہیں ہے۔ جس سے کچھ دنوں زیست کی امید ہو سکے۔ اسوجہ سے مجھے ہر دم یہی فکر لگا رہتا ہے۔ کہ میں قبر میں سونے سے پہلے تم عیش اور شادمانی وخوشی اور فارغ البالی وغیرہ کے معراج پر پہونچا ہوا دیکھوں۔ اور یہ میری ایک جائز آرزو ہے۔ جو خدا عنقریب پوری کرے گا۔"

فلورا نے جوش اضطراب سے اپنے والد کا ہاتھ پکڑ لیا اور بالکل صامت ہو گئی۔ پھر فرط محبت سے اپنے باپ کو بوسہ دیا اور کچھ خیال کر کے آنکھوں میں آنسو ڈبڈبانے لگی۔

سر ہالیس "بیٹی روتی کیوں ہو۔ یہ دنیا فانی ہے۔ بجز اس ذات پاک کے سب کو فنا ہونا ہے۔ اور میں اور تم اس اصول سے بری نہیں ہیں۔ ہاں اگر یہ تمنا جو میرے دل میں تمہارے لئے ہے۔ پوری ہو جائے تو بہت ہی اچھا ہو۔ میں خیال کرتا ہوں۔ کہ یہ نہایت ہی مناسب موقعہ ہے کہ جو جو باتیں مجھے تم سے کہنی ہیں۔ اب ان کو تم سے کہدوں اور . . . . . !!

فلورا (قطع کلام کر کے) "وہ کیا باتیں ہیں؟ آپ مجھ کو کیا بتانے کو کہتے ہیں!"

سر ہالیس نے اس کے جواب میں کسی قدر تکنت کیساتھ کہا "میں تمہیں کیا بتاؤں بیٹی۔ دیکھنا گھبرانا نہیں۔ کان لگا کر سننا مجھے جو تم سے کہنا ہے۔ وہ صرف یہ ہے کہ مجھ کو اپنے آپ سے بڑھ کر تمہارا خیال ہے۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ اب میں صداقت کے اعتبار پر مجبور ہوں۔ خدا کے واسطے ذرا غور سے سننا کہ میں ایسا امیر اور دولت مند نہیں ہوں۔ جیسا لوگ غلطی سے عام طور پر سمجھے ہوئے ہیں۔ فلورا صاف بات کیوں نہ کہہ دوں۔ درحقیقت میں نہایت غریب اور مفلس ہوں۔ اب اسی سے تم مطلب سمجھ سکتی ہو

فلورا (تعجب کے لہجہ میں) اباجان آپ اور مفلس یہ بالکل ناممکن بات ہے جسے آپ مجھ سے یقین کرانا چاہتے ہیں۔ کوئی آنکھوں کا اندھا بھی اسباب کو باور نہیں کر سکتا۔ ایک موٹی سی بات تو یہی کہ آپ اس عالیشان قلعہ کے مالک اور اس پر قابض اور متصرف ہیں۔

مسٹر ہالنیس۔ بیٹی یہ کہنا تمہارا درست ہے۔ لیکن ....!

فلورا۔ (یکایک کچھ سمجھ کر) اچھا اب میں آپ کا مطلب سمجھی ہوں۔ میں آپ کی وفات میں جائداد کی مالک نہ ہونگی۔ اگر یہ ہے تو کیا مضایقہ ہے میں عمر بھر مفلسی اور غریبی ہی سے جنگل میں دکھے کھاؤنگی۔ مگر ....!

مسٹر ہالنیس۔ (بات کاٹ کر) یہ مگر کیا۔ میں کا مطلب نہیں سمجھا ذرا تو صیح تو کرو کہ کیا کہتی ہو؟

فلورا اس وقت کچھ گھبرا سی گئی۔ اور سر جھکا لیا۔ اس کے سرخ سفید چہرہ پر شرمندگی چھا گئی۔ کچھ دیر کے بعد اس نے سر اوٹھا کر کہا۔ مگر کے کہنے کا مطلب یہ ہے۔ کہ میں خودغرضی اور طمع کی بندی نہ ہونگی یا اس شخص کو پسند نہ کرونگی جس کو میں دل سے نہ چاہتی ہوں۔

مسٹر ہالنیس۔ فلورا تمہاری پہلی بات کا تو جواب یہ ہے۔ کہ تم یہ سمجھنے میں غلطی کر گئیں کہ تمہیں میری وفات پر جائداد میں سے حصہ نہ ملیگا۔ یا تمہارا کوئی حق نہ رہیگا۔ یہ کوئی ضروری بات نہیں۔ بلکہ ایسا نہ ہونا چاہئے۔ اور دوسری بات کا جواب میں ٹھہر کر دونگا۔

فلورا۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آپ کو میری شادی کا اس قدر کیوں فکر لگا ہوا ہے۔ آخر اس بات کا سبب کیا ہے۔ کہ آپ یکایک میری شادی کے پیچھے پڑ گئے ہیں۔

مسٹر ہالنیس۔ میں نے تم سے ابھی تھوڑی دیر ہوئی یہ بات نہیں کہی تھی۔ کہ میں اس قدر دولتمند نہیں ہوں۔ جس قدر کہ لوگ خیال کرتے ہیں۔ یہ

بتاؤ۔ کہ اب بھی تم میرے کہنے کا مطلب سمجھیں یا نہیں اگر نہ سمجھی ہو تو مفصل بیان کروں۔

فلورا۔ نہیں ابا جان اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ کہ آپ خواہ مخواہ اپنے آپ کو اپنی بیٹی کے سامنے منکسر ورد مفلس بنا کر شرمندہ کریں۔

پھر ماٹسن۔ نہیں اس میں کیا ہرج ہے۔ جب تم نے دریافت کیا ہے۔ تو مجھے تمام حال بے کم و کاست کہنا لازمی ہے۔ اور دوسرے اس وقت موقع ہے۔ خدا جانے پھر کبھی ایسا اتفاق ہو یا نہ ہو اس واسطے بہتر یہ ہے۔ کہ میں تمام حال بیان کر دوں۔ اور تم کان لگا کر سن لو۔ اصل مدعا یہ ہے۔ کہ میں زمانہ طفلی ہی سے رائلیٹ تھا۔ (جب چارلس اول شاہ انگلستان اور پارلیمنٹ میں بہت کچھ کشت و خون ہوا تھا۔ تو جو لوگ بادشاہ کے طرفدار تھے وہ رائلیٹ کہلاتے تھے۔ اور جو پارلیمنٹ کی جانبدار تھے۔ وہ کوبکر کہلاتے تھے) چنانچہ کئی مرتبہ میں بادشاہ کی طرف سے پارلیمنٹ کے طرفداروں سے لڑا جو کچھ مال اسباب میرے پاس تھا۔ وہ بادشاہ کی خاطر فوج کے بھرتی کرنے اور دیگر مصارف جنگ میں خرچ کر دیا۔ مگر بد قسمتی سے بادشاہ قتل کر دیا گیا۔ اور اس کے بعد کرامول کی فولادی حکومت شروع ہوئی اور پورے گیارہ سال تک میں نے مفلسی اور غریبی کی زندگی بسر کی۔ اور صرف اسی پر اکتفا نہیں۔ اگر میں یہ بھی کہوں تو کسی طرح بیجا نہ ہوگا۔ کہ میں یہاں تک ٹکڑوں کو محتاج ہوا۔ کہ میں ضرور اسی وقت عدم آباد کا راستہ اختیار کرتا اگر ایک نیک بخت خدا کا بندہ (خدا اس کو اس نیکی کا اجر عظیم دے) جو اس وقت ہال میں رہتا تھا۔ میری مدد نہ کرتا۔

فلورا۔ (بات کاٹ کر) آپ شاید ماسٹر ٹیلروں کی نسبت کہہ رہے ہیں کیونکہ آپ مجھ سے اکثر اس شخص کے احسان کا ذکر کیا کرتے ہیں۔ اور اسی باعث میں بھی جب کبھی ان کے یہاں آنے کا اتفاق ہوا ہے نہایت

ادب اور خوش خلقی سے پیش آتی ہوں۔ ورنہ اگر مجھے یہ احسان جو تم
نے بیان کیئے ہیں۔ نہ معلوم ہوتے تو یقیناً میں کہتی ہوں۔ کہ ان کی
بدصورتی کی وجہ سے میں کبھی ان سے بات تک نہ کرتی۔ اور
یہی حال ان کے صاحبزادے کا ہے۔ ماشاءاللہ ان کی وضع قطع
قد ایسی نفرت خیز ہے۔ کہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ !!

سر ماٹیئین۔ (قطع کلام کر کے اور کچھ چیں بہ جبیں ہو کر) ہوں فلورا مجھے تمہیں
ایسا کبھی خیال ہے۔ کہ میں کس شخص کا ذکر کر رہا ہوں۔ یا جو منہ میں آیا
وہی کہہ دیا۔

فلورا۔ (نہایت ادب اور عجز کے ساتھ) نہیں ابا جان خدا نہ کرے
میں ایسی ناشکری ہوں۔ کہ جو آپ کا اس قدر مربی اور محسن ہو
میں اس کی بے ادبی کروں۔ یا اس سے کج خلقی سے پیش آؤں۔
مگر یہ تو ایک صحیح بات تھی۔ جو کہ تنہائی میں اس وقت آپ سے
جب اس کا ذکر ہو رہا تھا۔ زبان سے نکل گئی۔ اور اس کے
ظاہر میں کوئی نقصان بھی نہیں آپ دیکھتے نہیں۔ کہ میں صرف
آپ کی خاطر اس کے بیٹے کی اس قدر خاطر تواضع کرتی ہوں
کہ جس کی حد نہیں۔

سر ماٹیئین۔ ہاں یہی باتیں سعادت مندی کی ہیں۔ اب میں تم سے
نہایت خوش ہوں۔ کیونکہ تم میری انتہا فرمانبردار اور عقلمند بیٹی ہو۔
میں امید کرتا ہوں کہ تم میری رائے کے خلاف کبھی کوئی کام نہ کرو گی۔ ہاں وہ
بات رہ گئی جو میں بیان کر رہا تھا سنو! خیر وہ دن تو مصیبت میں کٹ ہی
گئے بعد میں سخت مصیبت کا سامنا ہوا۔ کیونکہ قرض نے مجھ کو لپیٹ لیا۔

فلورا۔ ہائیں! قرض کیسا!!

سر ماٹیئین۔ بیان تو کر رہا ہوں۔ حقیقت حال یہ ہے۔ کہ یہ ماسٹر ٹیلر
پہلے انتہا سود خوار تھا۔ اس کاروبار سے بڑھتا گیا اور اس قدر ہو گیا۔ کہ میں
اندازہ کر سکا۔ اب چند دنوں سے جبکہ میں اس قلعہ کا مالک تھا سود مول

دونوں برابر ہو سکتے۔ جب میرا یہ حال ہو گیا کہ آمدنی بمشکل میرے اخراجات کو کافی ہو سکے تو ماسٹر ٹکبرن نے یہ مکان چھوڑ دیا۔ اور بار دڈویل میں رہائش اختیار کی۔ اس خیال سے نہیں کہ میری دیکھ بھال رکھے۔ بلکہ یہ محض اتفاقی امر تھا۔ خیر جب اس شخص کا آخری وقت آیا۔ تو اس نے کیا کام کیا۔ کہ مرنے سے پہلے تمام اصل و سود کی ایک ایک کوڑی کا حساب کر کے اپنے بیٹے کے حوالہ کر دیا۔

فلورا۔ تو کیا ماسٹر ٹکبرن کا لڑکا اب آپ سے روپیہ کا تقاضا کرتا ہے۔

سر مائیکیں۔ نہیں۔ نہیں۔ تقاضا تو نہیں کرتا۔ بلکہ جب کبھی ملتا ہے۔ نہایت حسن اخلاق کے ساتھ پیش آتا ہے۔ اور میری مثل باپ کے عزت کرتا ہے۔ نہ اب تک اس نے اپنے قرض کا نام لیا نہ جیسے مانگا معلوم ہوتا ہے کہ یہ نوجوان ٹریسی ٹکبرن بڑا شریف دل اور نیک دل۔

فلورا (حیرت زدہ ہو کر) اس وقت آپ نے کمال کیا۔ آپ سے شریف کہتے ہیں۔ جو سود کھاتے ہیں سود خوار اور شریف میں تو زمین آسمان کا فرق ہے۔ کہاں سود خوار بدکردار کہاں نیک اور شریف۔ چچی جان ایسا کہا کرتی تھیں۔

سر مائیکیں۔ (نہایت خفا ہو کر) تم نہیں جانتی۔ کہ اب کیا زمانہ ہے۔ زر ہی شرافت ہے۔ اور زر ہی عزت ہے۔ اگر دنیا میں سب سے بڑھ کر کوئی شخص ذی عزت اور شریف سمجھا جاتا ہے۔ تو وہ زردار اور دولت مند ہے تم نے سنا ہیں کہ ایک دور اندیش شاعر نے اس کی نسبت کیا کہا ہے ؎

کوڑی کے سب جہاں میں نقش و نگین ہیں۔
کوڑی نہ ہو تو کوڑی کے پھر تین تین ہیں۔

غرض زر علیہ السلام کو خاندانی شرافت کہو یا عالی نسبی شرافت کی جڑ کہو یا عزت کی کنجی دنیا میں عزت سے تو یہ ہے شرافت

ہے۔ تو یہ ہے۔ اور لیاقت ہے تو یہی ہے۔ اس لئے میں تمہیں رائے دیتا ہوں۔ کہ تم بیسی کو حقیر نہ خیال کرو۔ بلکہ لازم ہے۔ کہ اس کی نہایت عزت اور وقعت سے خاطر و مدارات کیا کرو۔ اور تمام مہمانوں سے بڑھ کر خاص خاص عنائتیں اس کی بابت کیا کرو جس کو تم گونظر الفت اور ۔۔"

فلورا۔ ابی اباجان آج یہ آپ کیسی گفتگو۔۔۔۔۔۔۔"

آگے اس کی زبان نے یاری نہ دی۔ کہ کچھ کہہ سکے۔ خوف کے مارے زبان بند ہو گئی۔ اس کا چہرہ متغیر ہوتا جاتا تھا۔ ایک رنگ آتا تھا۔ ایک جاتا تھا۔ وہ پیارا پیارا گلاب کا رنگ زردی سے بدل گیا۔ سوائے اس کے کہ حیرت اور استعجاب کیسا تھ اپنے والد کو تکے اور کچھ نہ بول سکتی تھی۔

سر مائیکس۔ (دریچہ کے باہر نظر کر کے) ابی یہ روشنی سامنے کیسی دکھائی دیتی ہے۔

فلورا۔ (چونک کر اور باہر کے رُخ دیکھ کر) تعجب ہے یہاں روشنی کیونکر ہوئی۔

سر مائیکس۔ (انگلی کا اشارہ کر کے) وہ دیکھو سامنے تمہیں دکھائی دی یا نہیں۔

فلورا۔ جی ہاں میں دیکھ رہی ہوں۔ وہ سامنے روشنی ہو رہی ہے۔

سر مائیکس۔ آہا اب میں سمجھا۔

فلورا۔ کیا سمجھے۔

سر مائیکس۔ یہ کہ میں نے اس سے پہلے بھی چند مرتبہ روشنی ہوتے دیکھی ہے۔ یہ کوئی وسوسہ یا وہم نہیں۔ نہ نظری دھوکہ ہے بلکہ درحقیقت روشنی ہے۔

فلورا۔ (خوفزدہ لہجہ میں) مگر یہ نظر سے غائب کیوں ہوتی جاتی ہے۔ آپ نے جو اسوقت کہا میں اس کا مطلب نہ سمجھی۔ بتلایئے تو سہی اس سے آپکا

کیا منشا تھا۔
سرمائیکس۔ میرے کہنے کا مطلب یہ ہے۔ کہ تم یہ نہ سمجھنا کہ میں باطل پرست ہوں۔ اور بھوت پریت پر اعتقاد رکھتا ہوں۔ نہیں ان باتوں کی حقیقت سمجھتا ہوں۔ جو اس جبیل ڈیلامیر کی نسبت عوام میں مشہور ہیں میں نے اسبات کا اظہار کیا ہے۔ کہ اس سے پہلے بھی کئی مرتبہ یہ روشنی دیکھی ہے۔ ابھی دو تین مہینے ہوئے اس کے دیکھنے کا اتفاق ہوا تھا۔ ستارہ کی طرح چمک کر چند لمحہ بعد غائب ہو گئی۔ میرے خیال میں غالباً کوئی بیوقوف ماہی گیر جال پھینکتا ہے۔ جو بہت ہی حریص ہے۔ کہ آرام کے وقت بھی اس محنت شاقہ میں مصروف ہے۔
فلورا۔ مگر اسوقت اسے جال ڈالنے سے کیا حاصل ہوتا ہوگا۔
سرمائیکس۔ میرا خیال یہ ہے۔ کہ یہ شخص مچھلیوں کی خاطر جال نہیں ڈال رہا۔ بلکہ اس صندوقچہ کے لئے کوشش کر رہا ہے۔ جو اس پانی میں غرق ہے ورنہ اس کا روشنی ہمراہ لانے کا اور کیا مطلب ہو سکتا ہے؟ لیکن یہ بدبخت ہے۔ بالکل عقل کا عاری۔ مدت تک میں نے سر مارا بلکہ اب تک پیچھا نہ چھوڑا۔ مگر میرے ہاتھ کو صندوقچہ نہ لگا اس سے پوچھو یہ کیسے نکال لے گا۔ میں نے تو یہاں تک بھی کیا ہے کہ جبیل کی مٹی تک نکلوا ڈالی ہے۔
فلورا۔ کیسا صندوقچہ؟ کس کا تھا؟ یہاں کیونکر دفن ہوا؟ اور کیوں آپ نے جبیل کی مٹی تک نکلوا دی۔ اصلا مجھے ابتک اس کا بھید نہ معلوم ہوا کہ کیا بلا ہے۔
سرمائیکس۔ مجھے یاد پڑتا ہے۔ کہ میں نے تم سے پہلے بھی اسکی نسبت کسی وقت کہا تھا۔ کیوں یاد ہے یا نہیں۔
فلورا۔ ہاں مجھے یاد آگیا۔ مگر سرکاری حکم سے تو آپ صرف قلعہ اور اس کی جاگیر کے مالک بن سکتے ہیں۔
سرمائیکس۔ کیا تم بھول گئی ہو میں نے تم سے کہا تھا کہ اس قلعہ کی جاگیر وغیرہ

جو کچھ بھی اس کے متعلق ہے میں ہی اس کا مالک ہوں اور اس کا تمام کاروبار میرے قبضہ میں ہے۔

فلورا۔ اتنا تو مجھے بھی یاد پڑتا ہے۔ کہ آپ نے اسکی بابت کہا تھا مگر کبھی صاف طور سے نہیں بتایا تھا۔ اوّل تو اس کا ذکر ہی شائد ایک دو مرتبہ کیا اور اگر کیا بھی تو ایسے مہمل طور سے کہ میں مطلق نہ سمجھ سکی اور نہ اس کی حقیقت سے مطلع ہوئی۔

سر مائکیل۔ خیر کچھ پرواہ کی بات نہیں۔ اب میں تمہیں بتلائے دیتا ہوں کیونکہ اس میں میرا ایک فائدہ بھی ہے۔ وہ یہ کہ میرے بعد اس معاملہ میں اگر کسی قسم کی میری بدنامی ہو تو تم آسانی سے اس کی تردید کر سکو گی۔ لو سنو۔ کرنل بلینڈ فورڈ اور میں چچازاد بھائی تھے ہم دونوں کی آپس میں بڑی محبت تھی۔ مگر کچھ ایسا اتفاق ہوا کہ یہ محبت عداوت میں بدل گئی۔ اور انہیں ایام میں بادشاہ اور پارلیمنٹ میں جھگڑا ہوا۔ اس وقت میں ہل میں تھا۔ جب مجھے معلوم ہوا۔ فوراً بادشاہ کی خدمت میں حق نمک ادا کرنے کی غرض سے حاضر ہوا۔ کرنل بلینڈ فورڈ بھی اس قلعہ سے جس میں وہ رہتے تھے دار الخلافہ میں آ پہنچے۔ مگر ان کا منشا اور تھا اور میری خواہش اور تھی۔ وہ پارلیمنٹ کی خاطر خون بہانے اور میں اپنے بادشاہ کی خاطر جان دینے کے لئے گئے تھے۔ میں ان سے ملا۔ اور بہت کچھ سمجھایا کہ آپ پارلیمنٹ کی حمایت نہ کریں۔ مگر انہوں نے ایک نہ مانی۔ اور اپنے ہی روپیہ سے ایک رجمنٹ لڑائی کے لئے بھرتی کی۔ اس طرف میں نے بھی حتی الوسع بادشاہ کو مدد دی۔ لیکن افسوس کہ اسے پہلے شکست اور پھر موت نصیب ہوئی۔ اب کراموِل کی حکومت کا گیارہ سال کا زمانہ آیا جو میں نے نہایت ہی تنگدستی اور بیکسی کے عالم میں گذارا گردش ایام سے خوب خاک چھانی اور پریشان ہوا۔

فلورا۔ مگر کرنل بلینڈ فورڈ نے آپ کی کچھ امداد نہ کی؟

سر مائیس۔ سچ پوچھو تو وہ بیچارہ تو ہر طرح سے تیار تھا لیکن مجھے ہی یہ بات منظور نہ تھی۔ خدا کا شکر ہے۔ کہ یہ ایام جیسے تیسے ٹل گئے۔ اب وہ زمانہ آیا کہ شاہ چارلس کا بیٹا تخت نشین ہوا۔ اسوقت جو جو باغی تھے۔ ان کی جائیداد ضبطی میں آئی اور ان کو گرفتار کیا گیا۔ اسی میں کرنل بلینڈ فورڈ بھی گرفتار ہوا اور اپنی بغاوت کی سزا سے بچ نہ سکا۔

فلورا۔ جب آپکے چچازاد بھائی گرفتار ہوئے تو آپنے بادشاہ سے انکی رہائی کے واسطے سفارش نہ کی۔

سر مائیس۔ میں نے تو بہت کچھ کوشش کی۔ لیکن کوئی مفید نتیجہ مترتب نہ ہوا۔ جسوقت کہ کرنل بلینڈ فورڈ کی گرفتاری کے واسطے حکم صادر ہوا تھا۔ تو وہ اسی قلعہ میں تھے۔ جب مجھے خبر ہوئی تو فوراً پوشیدہ طور سے انہیں آگاہ کر دیا۔ جس اطلاع پر کرنل کے خدا معلوم کیوں حواس باختہ ہو گئے۔ یہ کیا بات ہوئی کہ اپنی جان کا فکر چھوڑ کے مال جمع کرنے کی فکر میں لگ پڑے۔ اگر جیسے میں نے انہیں خبر پہونچائی تھی۔ ویسے ہی اپنی جان لیکر کسی طرف نکل جاتے تو یقین تھا کہ صاف بچ جاتے۔ لیکن وہ اپنا روپیہ ادھر ادھر سے اکٹھا کرنے لگے۔ اس میں دیر لگی کوئی دس ہزار پونڈ کے قریب ہونگے جو انہوں نے جلدی میں فراہم کیئے۔ اور ایک صندوقچہ میں مقفل کیئے قریب تھا کہ اس قلعہ کو خیرباد کہکر کسی طرف چل دیں کہ یکایک اہل قلعہ کو شاہی فوج کی آمد کی خبر ہوئی۔ سطح جھیل پر چند کشتیاں سپاہیوں سے بھری ہوئی دکھائی دیں۔ اور قریباً چاروں طرف سے فوج نے قلعہ کو گھیر لیا۔ اس موقعہ پر کرنل بلینڈ فورڈ نے خوب بہادری دکھائی فوراً سب قلعہ کے دروازے بند کرا اور اپنے آدمیوں کو بندوقوں سے مسلح کر کے دروازوں کے قریب کھڑا کر دیا کچھ آدمی اوپر چڑھ کر شاہی فوج پر گولیاں برسانے لگے۔ اگر اسوقت رات ہو جاتی اور قلعہ سر نہ ہوتا تو جیسی اس وقت اندھیری تھی اس میں کرنل

بلاخوف واندیشہ کشتی پر سوار ہو کر جان سلامت لے جاتا۔ مگر افسوس کہ موت اس کے سر پر سوار تھی۔ آخر کار شاہی سپاہیوں نے قلعہ کے دروازہ کو توڑ لیا۔ پھر کیا تھا۔ ایک دم سے اندر گھس پڑے۔ بلینڈ فورڈ نے مقابلہ تو کیا۔ مگر مغلوب ہوا۔ اور گولی کھا کر گر پڑا۔ اس کے ہمراہی اسے اٹھا کر اسی کمرہ میں جس میں اسوقت ہم بیٹھے ہیں لائے۔

اسوقت اس نے اپنی پیاری بیوی اور اپنے لخت جگر آرہن کو جو دو برس کا بچہ تھا۔ بلوا کر گلے لگایا اور آرہن کے ماموں میکائیل کو بلا کر کہا۔ کہ آرہن اور اپنی بہن کو کشتی میں سوار کرا کے اسی وقت نکل جاؤ۔ ورنہ دشمن کے ہاتھ سے مارے جاؤ گے۔ اور یہ صندوقچہ اپنے خرچ کے واسطے ساتھ لیجاؤ۔ میکائیل آرہن اور اپنی ہمشیرہ کو ساتھ لے مع صندوقچہ کے کشتی میں سوار ہوا۔ اندھیرے گھپ میں خدا پر بھروسہ کر کے چل پڑا۔ اتنے میں شاہی سپاہی قلعہ میں داخل ہو چکے تھے۔ وہاں فتح کے بگل بجائے گئے۔ اور چاروں طرف سے جھیل کی کشتیاں قلعہ کی طرف آنے لگیں کہ یکایک ایک کشتی دوسری کشتی سے ٹکرائی اور لوگوں نے ایک عورت کی چیخ کی آواز سنی۔ پانی میں کچھ آواز معلوم ہوئی اور پھر وہی خاموشی اور سنسانی پھیل گئی جو ہر سطح آب پر ہوتی ہے معلوم ہوا کہ وہ کشتی جس پر آرہن کی ماں اور اس کا ماموں اور وہ خود سوار تھا الٹ کر غرق ہو گئی چنانچہ آرہن کی والدہ کی لاش تو بعد میں برآمد ہوئی۔ جس کو میں نے اس کے پیارے شوہر کے پہلو میں دفن کرا دیا۔ مگر اس معصوم بچے اور میکائیل کی لاش کا پتہ نہ چلا۔ بادشاہ نے اس کی جاگیر اور قلعہ کی ضبطی کا حکم دے دیا تھا۔ چونکہ میری نمک حلالی میں کسی طرح کا کلام نہ تھا۔ اس لئے یہ جاگیر اور قلعہ میرے نام ہو گیا۔ اسی باعث اس قلعہ پر میرا نہایت زبردست حق ہے۔ خیر میں نے اس صندوقچہ کیواسطے بہت کچھ کوشش کی لیکن میرے ہاتھ نہ آیا۔ لوگوں میں بہت افواہیں اڑیں۔

پھر تہمت لگا کر لوگوں نے مجھے بدنام بھی کیا کہ کرنل بلینیڈ فورڈ کی موت اور جاگیر کی ضبطی میں نے ہی کرائی ہے۔ میں نے تمہیں تمام حقیقت سے اس لئے آگاہ کر دیا ہے۔ اگر کوئی شخص میرے پیچھے کوئی بدنامی کی بات کہے تو تم اس کو جھوٹا بتا سکو اور اس کی تردید کر سکو۔

فلورا۔ اب آپ مطمئن رہئے بہت ہی اچھا ہوا کہ مجھے اصل حال سے آگاہی ہو گئی۔

باپ بیٹی یہی باتیں کر رہے تھے کہ لنے میں چاند سامنے سے جو سیاہ بادل میں چھپا ہوا تھا۔ یکایک طلوع ہو گیا۔ چاروں طرف چاندنی چٹک پڑی۔ جھیل کی سطح اس طرح چمکنے لگی۔ گویا کہ چاندی کی تختی ہی ہے۔ اس دلکش وقت میں سامنے جھیل پر ایک کشتی نظر آئی۔ اس میں ایک شخص سوار تھا۔ اور چونکہ چاندنی نہایت صاف شفاف تھی۔ اس شخص کا دراز قد اور سڈول بدن اور اس سے زیادہ کیا کہ اس کے نقش و نگار بھی تھوڑے تھوڑے دکھائی دیتے تھے۔

سر مائیکس۔ آہا! یہ تو وہ مچھیرا ہے۔ جو حال ہی میں سامنے کے گاؤں میں آ کر رہا ہے۔ تمہیں معلوم ہے۔ کہ کیا چیز اسوقت اس کو اس جھیل پر لائی ہے۔ میں بتلائے دیتا ہوں۔ کہ اسوقت اس پر طمع غالب ہے یہ یہاں صندوقچہ کی تلاش میں آیا ہے۔

فلورا۔ مگر ابا جان یہ تو۔۔۔۔۔۔!

فلورا کی زبان یکایک کسی خیال کے آنے سے رک گئی۔ اس کا رنگ زرد پڑ گیا۔ اور کچھ شرمندگی کیساتھ اپنے والد کی طرف دیکھنے لگی۔

سر مائیکس۔ تم کیا کہتے کہتے رک گئیں۔ ذرا دیکھو تو یاد ہم نے اسے پہچانا ہے وہ دیکھو سلام کر رہا ہے۔ اور شرمندگی سے نظریں نیچے کئے ہوئے ہے۔ اب یہ جلدی جلدی کشتی لے جانا چاہتا ہے۔

ناظرین سرمائیں کا خیال ٹھیک تھا۔ ماہی گیر سرمائیں اور اس کی بیٹی کو دیکھتے ہی ایک ہاتھ سے ٹوپی اتار اور دوسرے ہاتھ سے جلد جلد کشتی چلانے لگا۔

یہ دونوں اس طرف متوجہ تھے۔ کہ کمرہ کے اندر ایک نوکر آیا۔

نوکر۔ جناب عالی کھانا تیار ہے۔ ارشاد ہو تو میز پر لگاؤں۔

سرمائیکیس۔ ہاں جلدی۔

باب دوم

میں تمہارے سوا اور کسی کو دل نہیں دے سکتی

دوسرا دن ہے۔ ٹھیک تیسرے پہر کا وقت ہے ایک لمبے تڑنگے قد کا نوجوان جس کی عمر مسافر کے ۲۳ یا ۲۴ سال کی ہوگی۔ ایک کشتی میں سوار سطح جھیل پر نہایت تیزی کے ساتھ جا رہا ہے۔ ساری کشتیوں سے یہ کشتی جس میں نوجوان سوار ہے۔ اچھی ہے نہ اس کا سا اور کسی کشتی پر رنگ ہے۔ نہ اس کی پائیداری جس طرح سے اس کا نرالا کشتیبان اپنی وضع قطع میں فرو ہے اسی طرح یہ کشتی بھی اپنے طرز و ساخت میں ایک ہی ہے۔

کشتیبان نے بالکل معمولی غریبانہ لباس پہن رکھا ہے۔ مگر پھر بھی صفائی اور موزونیت معلوم ہوتی ہے۔ اس کے لمبے لمبے بال اس کے حسن

کو دوبالا کر رہے تھے۔ رنگ گو کسی قدر سانولا تھا جیسے دھوپ کا مارا ہوا ہوتا ہے۔ مگر پھر بھی اس میں قدرتی دلفریبی ابھی تک مفقود نہ ہوئی تھی۔ جوانی کے نشہ میں متوالا تھا۔ اعضائے قوی اور چست و چالاک۔ چہرہ پر جوانمردی اور دلیری کے آثار نمایاں تھے۔ اس کے مسکرانے میں ایک خاص لطف پایا جاتا تھا۔ جب ہنستا تو دانت مثل موتیوں کے دکھائی دیتے تھے۔ غرض مجموعی حالت میں یہ نوجوان نہایت خوبصورت اور خوش وضع تھا۔ تھوڑی دیر گذری تھی۔ کہ کشتی جھیل کے عین وسط میں جا پہنچی۔ اور نوجوان کشتیبان نے جھٹ اسے ایک سمت خاص کو پھیر دیا۔ جدھر جھیل بتدریج تنگ ہوتی چلی گئی تھی۔ آناً فاناً کشتی کنارہ پر جا لگی۔ اور یہ نوجوان جھٹ اس میں سے کود پڑا۔ ارگنجان درختوں میں سبز گھاس کو روندتا ہوا چہرہ پر تفکر وامید کے آثار لئے ہوئے ایک اضطراب کے ساتھ جلدی جلدی جا رہا تھا۔

مگر یہ جوشیلا نوجوان چند ہی قدم چلا ہوگا۔ کہ کسی نازنین کی جھلک اسے دکھائی دی۔ اس وقت خوشی سے اس کا چہرہ شگفتہ ہو گیا اشتیاق بلاقوا نے اس کے قدموں میں بلا کی تیز رفتاری پیدا کر دی۔ چشمزدن میں اپنی معشوقہ کے قدموں پر جا گرا۔

ناظرین سمجھ گئے ہونگے کہ یہ محبوبہ دلفریب فلورا ہے۔

فلورا (نہایت الفت و محبت سے اس کا ہاتھ پکڑ کر) ہیو برٹ پیارے ہیو برٹ۔ اٹھو تمہیں کیا ہو گیا۔

ہیو برٹ فارسٹر (ایک خوشی کے ساتھ اٹھکر اور فلورا کو سینہ سے لگا کر) میری پیاری دلربا۔ تمہارا انتظار مجھے تباہ کئے ڈالتا ہے۔ بلا مبالغہ کہتا ہوں کہ ہر گھڑی مجھ بدبخت کی نظر کمرہ کی کھڑکی پر لگی رہتی ہے۔ اور آنکھیں بیتاب ہو ہو کر تمہیں تلاش کرتی ہیں۔ غرضیکہ جب تک تمہیں دیکھ نہیں لیتا۔ نہ دل کو قرار آتا ہے نہ روح کو آرام۔

فلورا۔ مجھے ازحد افسوس ہے۔ کہ کل مجھ سے سخت غلطی ہوئی
ہیوبرٹ۔ (بات کاٹ کر) یہ کہ تم نے مجھ سے محبت کرنے کی قسم کھائی
اور اس قسم پر ثابت قدم رہنے کا عہد و پیمان کیا۔ ہائے دلبر پیاری
تجھے خبر نہیں کہ تیری محبت میں میرا کیا حال ہے۔ اگر اس بات کا افسوس ہے
اور یہی غلطی ہے۔ کہ کیوں قسم کھائی تو بخدا میں سچے دل سے کہتا ہوں کہ اپنی
قسم واپس لے لو۔ مگر اتنا خیال ضرور رہے۔ کہ یہ جان نثار عاشق
تمہاری شمع حسن کا پروانہ۔ تمہاری دلفریب اور پیاری صورت کا شیدا
تمہاری زلف مشکیں کا گرفتار۔ تمہارے دام الفت کا اسیر تم پر اپنی جان
فدا کر چکا ہے۔ وہ"
فلورا۔ (بات کاٹ کر اضطراب کے ساتھ) ہیوبرٹ خدا کے لئے خاموش
ہو۔ یہ کیا باتیں کر رہے ہو تم نے افسوس کی وجہ دریافت نہ کی
خواہ مخواہ اپنے اوپر لے دوڑے۔ برائے خدا اپنے دل میں کبھی قسم
کا شبہ نہ رکھو۔ میں اپنے کئے پر پچھتا رہی ہوں۔ تمہارا اس میں کیا
قصور یا غلطی ہے۔ میرا خود طائر دل تمہارے دام الفت میں اسیر
ہے۔ اپنا سچا حال بیان کرتی ہوں۔ سنو! کل والد صاحب نے
شام کے وقت اس کمرہ میں بیٹھے ہوئے اس قسم کی گفتگو کی۔
ہیوبرٹ۔ (درمیان سے قطع کلام کر کے) اس وقت جب تمہارا
شیدائی۔ تمہارا عاشق۔ تمہارا فدائی تمہارا شیدا جمیل میں
کشتی پر بیٹھا ہوا تمہارے رخ روشن کی جھلک دیکھ
رہا تھا۔
فلورا۔ ہاں جب ہی جس وقت تم ہم لوگوں کو دیکھ کر کچھ قریب سے ہوئے
تھے اور کشتی لوٹانے لگے تھے۔ تو ابا جان سمجھے کہ یہ شخص وہ صندوقچہ تلاش کرتا
ہے جو اس جھیل میں بدقسمتی سے غرق ہو گیا ہے۔ پیارے تمہیں سمجھانے
کے طور پر کہتی ہوں کہ اگر تمہارے دل میں یہ خیال خام ہو بھی کہ صندوقچہ مل
جائے گا۔ تو قطعی دل سے نکال دو۔ اس لئے کہ میرے ابا نے ہر چند ڈھونڈا

اور انتہا درجہ کی کوشش کر لی۔ مگر کوئی سود مند نتیجہ مترتب نہ ہوا۔

ہابیہوبرٹ۔ کیا تمہارا خیال میری نسبت ایسا ہے۔ کہ میں صندوقچہ کو تلاش کرتا ہوں۔

فلورا۔ نہیں۔

ہابیہوبرٹ۔ تو پھر تم کیوں کہتی ہو۔ کیا مجھے دیوانہ سمجھا ہے کہ ایسی موہوم شے کے پیچھے اپنے عزیز وقت کو رائگاں کروں۔ واللہ سچ کہتا ہوں کہ یہاں صرف تمہاری محبت کی خاطر وقت بیوقت آتا ہوں۔ اور تمہاری ہی کشش مجھے میرے مکان سے کھینچ لاتی ہے۔

فلورا۔ مگر یہ روشنی ساتھ کیسی تھی۔ اس کا کیا مطلب تھا۔

ہابیہوبرٹ۔ اندھیری رات میں اپنے ساتھ لالٹین رکھنا اگر منع ہویا اس بات کی دلیل ہو کہ صندوقچہ تلاش کیا جارہا ہے تو خیر ورنہ میرے خیال میں تاریکی میں روشنی ساتھ رکھنا کوئی بری بات نہیں پیاری مجھے صندوقچہ کی کیا ضرورت ہے؟ تم ہی میری دولت ہو۔ تم ہی میرے دل کی مالک ہو۔ اگر تمہارے عوض مجھے بادشاہت بھی ملے۔ تو خدا کی قسم میں ٹھوک دوں۔ اور کبھی ایسی سلطنت پر لات بھی نہ ماروں۔

فلورا۔ میں بھی ایسا ہی خیال کرتی ہوں۔ بلکہ یقین کامل رکھتی ہوں۔ خیر اس ذکر کو چھوڑ دو۔ ہاں تم سے میں کہہ رہی تھی۔ کہ کل میرے والد نے مجھ سے ایسی گفتگو کی جس سے میرے دل میں طرح طرح کے شکوک اور رنج دہ خیالات پیدا ہونے لگے۔

ہابیہوبرٹ۔ کیا کوئی میری طرف سے بے احتیاطی ہوئی جس سے تمہارے والد ناراض ہوگئے۔ پیاری تم دیکھ ہی رہی تھیں۔ کہ کل جس وقت میں نے انہیں دیکھا فوراً ادب کے ساتھ سلام کیا میرے خیال میں تو کوئی ایسی بات ہوئی نہیں جس سے وہ مجھ پر ناراض ہیں۔ اگر ہوئی ہو تو تم ہی بتلا دو؟

فلورا۔ نہیں پیارے۔ ان میں سے ایک بات بھی نہیں نہ تم نے کوئی قصور کیا نہ اور کسی نے۔ بات دراصل یہ ہے۔ کہ میں نے جو کل تمہاری الفت میں ثابت قدم رہنے کی قسم کھائی تھی۔ اب وہ کشمکش میں پڑی جاتی ہے۔ میں حیران ہوں۔ کہ باپ کی نافرمان بیٹی بنوں۔ یا تمہاری جھوٹی عاشق ٹھہروں۔ ایک طرف والد کی عدول حکمی کا خیال دوسری طرف تمہارے عشق میں لغزش کھانے کا اندیشہ اب میں حیران ہوں۔ کہ......"

ہیوبرٹ (نہایت مضطرب ہو کر) خدا کے لئے جلدی حال کہو یہ کیا ماجرا ہے۔ مجھے بڑا فکر ہو گیا کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ میں ابتک نہ سمجھا تم کیا کہہ رہی ہو۔

فلورا (دبی زبان میں) مجھے والد کی طرز گفتگو سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی مرضی کسی اور سے میری شادی کرنے کی ہے۔

ہیوبرٹ (کمال اضطراب کے ساتھ) یہ تو تم نے بڑی ستائی کہ ان کی منشا تمہاری شادی کسی اور سے کرنے کی ہے؟ افسوس نہ جاہ ہے۔ نہ میرے پاس جاگیر ہی ہے۔ جو سرپائیس کی خوشنودی کا باعث ہو۔ نہ ایسی دولت ہی ہے۔ ہاں! البتہ ایک دل تھا۔ جو تمہاری نذر کر چکا۔ دل و جان سے تمہاری غلامی کا طوق پہنا ہے۔ اب تمہارے ہاتھ بات ہے۔ ہائے کمبخت عشق کیا مجھے دنیا سے نامراد ہی عدم آباد کو بھیجے گا۔

ہیوبرٹ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور مایوس ہو گیا۔

فلورا (آبدیدہ ہو کر) پیارے ہیوبرٹ کہتے کیا ہو میں تم سے زیادہ تمہارے عشق میں مبتلا ہوں۔ مجھ سے یہ قیامت تک نہ ہو گا کہ تمہاری دلفریب شکل کے سوا کسی اور بدبخت بدصورت کو الفت اور خوشی کی نگاہ سے دیکھوں۔ الٰہی تو اس روز سے مجھے موت دینا جبکہ خدا ایسا اتفاق ہو۔ اول تو میں زندہ ہی نہ رہوں۔ جو ایسا اپنی آنکھوں سے دیکھوں۔

ہاپوہرٹ۔ (ذرا خوشی سے فلورا سے بغلگیر ہوکر) پیاری تمہاری خاطر اگر میرا سر کبھی اڑ جائے تو مجھے کوئی عذر نہ ہوگا۔ مگر تمہاری جدائی گوارا نہ ہوگی۔ دل و جان سے سب کی تم ہی مالک ہو۔ مجھے تو تم اپنا زرخرید غلام سمجھو اور میں غلامی ہی کو ہفت اقلیم کی بادشاہت سے بڑھ کر سمجھتا ہوں۔ کسی کی اور تو کیا مجال ہے۔ اگر کوئی نظر پھر کے بھی تمہاری طرف دیکھ جائے۔ تو تمہارا سچا عاشق ہاپوہرٹ فارسٹر ماہی گیر اپنا خون پانی ایک کردے مار اس کو ہلاک کر کے چھوڑے۔

فلورا (ہاپوہرٹ سے خوب اچھی طرح لپٹ کر) مجھ کو تم سے یہی امید ہے یقین رکھو کہ اگر میرے سامنے کبھی روئے زمین کا مالک اور ہفت اقلیم کا شہزادہ اور حسن کا پتلا اور خوبی کا مجسم نمونہ بھی آجائے تو بخدا اس پر تم کو ہزار درجہ ترجیح دوں۔ اس کے عالیشان محلوں اور نفیس مکانوں سے مجھے تمہاری جھونپڑی بھلی معلوم ہوگی۔

ہاپوہرٹ۔ یہ تو بتاؤ کہ تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ تمہارے والد کا ایسا ارادہ ہے۔

فلورا۔ ان کے طرز بیان سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ خاص یہی منشا ہے جو میں نے تم سے بیان کیا۔

ہاپوہرٹ۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ کس کے ساتھ شادی کرنے کا ارادہ ہے۔

فلورا۔ گو انہوں نے صاف طور سے نہیں کہا۔ لیکن قیاس سے مجھے معلوم ہے جس کے واسطے کہیں گے۔

ہاپوہرٹ۔ مجھے بھی تو بتاؤ۔

فلورا۔ شریبی ٹکبرن۔

ہاپوہرٹ۔ (حیرت ہوکر) کیا کہا شریبی ٹکبرن۔ تمہارے والد کی عقل تو نہیں ماری گئی۔

فلورا۔ مجھی اس میں شبہ ہے۔ مگر گمان غالب ہے۔ کہ شریبی ٹکبرن کے

واسطے جلتی ہوں۔ سجدا کرتی ہوں۔ جب سے الدسلامی کے متعلق سنا ہے۔ رات بھر پریشان رہتی ہوں۔ کس کمبخت کو چین آیا ہے۔ تمام شب جاگتے کٹتی ہے۔ رہ رہ کے تمہاری یاد آتی تھی۔ اور دل کو ستاتی تھی۔ میرا ایسا بُرا حال کہ کچھ بیان نہیں کر سکتی۔

(کچھ دیر تامل کرنے کے بعد) میرے ارادہ کی پوچھتے ہو میرا دل تو تمہارا ہو چکا۔ ابھی والد بہت ناراض ہونگے۔ مگر میں تو تمہارے سوا کسی سے رضامند نہیں۔ بدون تمہارے میری زیست محال ہے۔ مجھے موت پسند ہے۔ مگر اور کسی سے شادی پسند نہیں۔ میں کبھی تمہاری الفت سے منہ نہ موڑوں گی۔ خواہ اس میں والد ناراض ہو یا رضامند۔ بس میں تمہارے دام محبت میں گرفتار ہوں۔ میں تم کو ہی اپنا مالک سمجھتی ہوں۔

فاورا کا دل بھر آیا۔ اور ہیوبرٹ رونے لگا۔ آخرکار بے اختیار ہو کر ایک دوسرے کو لپٹ گئے۔ اور تھوڑی دیر تک دونوں ساکت ایک دوسرے کو گلے سے لگائے رہے۔

ہیوبرٹ۔ اس وقت کچھ نہ پوچھو جو حال میرا ہو رہا ہے۔ بس کلیجہ کٹ رہا ہے۔ وقت تھوڑا ہے۔ اور جدائی کی گھڑی سر پر موجود ہے ہاں ایک التماس ہے۔ وہ یہ کہ کوئی ایسی علامت مقرر کرنی چاہئے کہ جس سے جو کوئی بات تمہیں مجھ سے کہنی ہو۔ ایک دور سے دیکھ کر میں سمجھ لیا کروں۔ اب تک تو جب میں تمہارے دریچہ کو کھلا دیکھتا تھا۔ تو سمجھ جاتا تھا کہ تم موجود ہو۔ مگر اب میری رائے ناقص میں یہ آتا ہے۔ کہ اب اگر کچھ کہنے سننے کی حاجت ہوا کرے تو ایک کام کر لیا کرو۔ کہ ایک گلدستہ اٹھا کر تھوڑا اس دریچہ میں رکھدیا کرو۔ میں دوربین سے دیکھ لیا کرونگا۔ اور میں اسی وقت تمہارے دریچہ کے نیچے پہنچا کرونگا۔ سو تم نے جو کچھ کہنا ہو اسے ایک کاغذ کے پرزے پر لکھکر اور اس کو ایک لکڑی میں باندھ کر نیچے پانی میں پھینکدیا کرو۔ میں اٹھا کر پڑھ لیا

کہہ دوں گا۔

فلورا۔ بہت بہتر ایسا ہی کرونگی۔

اس کے بعد پھر دونوں نے ایک دوسرے کو اچھی طرح سے لپٹایا اور نظر محبت سے دیکھ کر مسکرائے۔

فلورا رخصت ہو کر چلدی۔

رابرٹ وہیں کھڑا ہوا حسرت بھری نگاہوں سے اپنی معشوقہ کو جاتا ہوا دیکھتا رہا جب تک کہ فلورا گنجان درختوں میں نہ چلی گئی۔

جب وہ نظروں سے غائب ہو گئی۔ تو یہ اپنی کشتی کی طرف لوٹا اور سوار ہونا چاہتا تھا کہ پیچھے سے ایک سخت آواز نہایت تحکمانہ لہجہ میں سنائی دی ٹھیرو! خبردار جو آگے قدم رکھا۔ ذرا ہم کو بھی سوار کر کے قلعہ تک پہنچا دے۔

جس کی زبان سے یہ بے ادبی اور تکبر کے الفاظ نکلے وہ استقلال کے ساتھ آہستہ آہستہ آرہا تھا۔ اس کی چال سے خودبینی اور رعونت بھی پائی جاتی تھی اور اسے اس بات کا دھیان بھی نہ تھا۔ کہ جلدی سے چلکر کشتی میں سوار ہو جائے۔ یہی معلوم ہوتا تھا۔ کہ اس کے دل میں حکومت اور نخوت کا مادہ بہت زیادہ ہے جس کی وجہ سے یہ آہستہ آہستہ آرہا ہے۔

یہ شخص بیش قیمت لباس پہنے ہوئے تھا۔ ہاتھ میں ایک نفیس چابک تھا۔ باعتبار نقش و نگار کے اس کا چہرہ پیارا اور مرغوب تھا۔ مگر تمام صورت پر نامعقول شیخی اور بیجا نمائش چھائی ہوئی تھی عمر انتیس یا تیس سال کی ہوگی۔

جس وقت یہ نوجوان کنارہ کے قریب آیا تو شیخی بگھار کر کہنے لگا۔ تو بڑا خوش نصیب ہے۔ کہ مجھ جیسا شخص تیری کشتی میں سوار ہو کیونکہ تجھکو اس خدمت کے صلہ میں معقول انعام دیا جائیگا۔ بھلا کس کو خبر تھی کہ یکایک گھوڑا اس طرح لنگڑا ہو جائیگا۔ اور مجھ کو اسے ایک کسان کے پاس بھیجنا پڑے گا۔ مگر پھر بھی میرے لئے یہ ایک عمدہ تجربہ ہے کہ آئندہ سے

ہر وقت اپنے ساتھ دو خدمت گار ضرور رکھا کرو۔ تاکہ وقت پر تکلیف نہ ہو۔ تیرا کیا نام ہے۔ ذرا اپنی کشتی جلدی ادھر لا اور پانی میں اپنا جوہر دکھا (ذرا ٹھہر کر) ذرا بچا بچا کر قریب لا۔ ایسا نہ ہو کہ اُدھر جا لگے۔ ہوشیاری سے لانی چاہئے۔ بس دیر کیا ہے۔ ایک مرتبہ۔

ہیوبرٹ۔ (اس شخص کو نہایت غصہ سے گھور کر) بس بس خاموش رہ زیادہ بیہودہ بک بک نہ کر۔ خبردار جواب سے ایسی گستاخانہ بات منہ سے نکالی۔ اگر چاہتا ہے۔ کہ تجھ پر یہ احسان کروں۔ کہ کشتی پر سوار کرا کے قلعہ تک لے چلوں تو...... !!

شیخی باز بانکا۔ کیا خوب احسان کی بھی ایک ہی کہی تجھے تو اپنی قسمت پر خوش ہونا چاہئے۔ کہ مجھ جیسا معزز اور ممتاز شخص تیری کشتی میں بیٹھنے کا فخر بخشے گا۔

ہیوبرٹ۔ (غصہ آمیز لہجہ میں) واہ کیا خوب! تجھ سے مجھ کو کیا فخر حاصل ہوگا۔

شیخی باز بانکا۔ (دو قدم پیچھے سرک کر اور مسکرا کر) او ٹکڑوں کے محتاج ماہی گیر تو اب حد سے بڑھا جاتا ہے۔ اور مجھ ایسے معزز اور دولت مند کے سامنے بیہودہ گفتگو کرنے کی دلیری کرتا ہے۔

ہیوبرٹ (بس تو۔ اور معزز! شرم نہیں آتی ایک سود خوار کا لونڈا اور معزز ہونے کا دعوے! کیا خوب کہیں گھاس تو نہیں کھا گیا ہے۔ اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھ! جائے شرم ہے۔

ڈیسی ٹملین۔ (یہ اسی شخص کا نام تھا) غصہ میں بھر کر ہیں تیری کیا مجال ہے کہ تو اس طرح گستاخی سے پیش آتا ہے۔

اتنا کہکر اور ذرا آگے بڑھ کر ہیوبرٹ کے کندھے پر چابک رسید کیا چابک کا لگنا تھا۔ کہ ماہی گیر فرط جوش سے بیتاب ہو گیا۔ اور فوراً

لپیٹ کر ٹریسی ٹلبرن کو زمین پر دے مارا۔ اور ہاربرٹ کوٹ کر اطمینان کے ساتھ اپنی کشتی میں جا بیٹھا۔

ٹریسی ٹلبرن۔ (غصہ سے دانت پیسکر) او بدبخت کمینہ رذیل ہیچ قوم تم سے یہ بد تہذیبی اور گستاخی۔ اگر تو میرا ہمسر ہوتا تو تجھے اس بے ادبی کا مزہ چکھاتا۔ لیکن میں تجھ جیسے کمینہ اور رذیل سے بات کرنا اپنی ہتک سمجھتا ہوں۔ خیر عنقریب تو اپنی حرکت کی سزا......!!

ہاربرٹ۔ (بات کاٹ کر) بس نالائق خاموش رہ۔ دیکھیو وہ وقت بھی قریب ہی آنے والا ہے۔ کہ تجھ کو بالمقابل مزہ چکھاؤں گھبراتا کس واسطے ہے۔

یہ کہنے کے بعد ہاربرٹ نے اپنی کشتی آگے بڑھائی اور ٹریسی ٹلبرن نے دانت پیسکر کہا۔ اچھا تیری یہ جرأت! دیکھا جائیگا۔ تجھے اپنے انجام کا کچھ لحاظ نہیں ہے۔ دیکھ کیسا مزا چکھاتا ہوں نالائق گدھے ہا تیری بدولت مجھے قلعہ میں کسی قدر چکر لگا کر جانا پڑے گا۔

اس گفتگو کے بعد کشتی کنارہ سے چل پڑی۔ اور سطح آب پر تیرتی چلی گئی۔ ادھر ہمارا شیخی خور دوست ٹریسی ٹلبرن سخت شرمندہ اور محجوب ہو کر ہاربرٹ کو دل ہی دل میں گالیاں دیتا ہوا قلعہ کی جانب چلدیا۔ اس کے غصہ کی اسوقت کچھ انتہا نہ تھی۔ خدا معلوم اس نے کتنی ہزار گالیاں دی ہونگی۔ مگر بلند آواز سے نہیں۔ دل ہی دل میں۔

باب سوم

بیٹی کی اطاعت

ناظرین۔ گذشتہ باب میں ٹریسی ٹلبرن کو ہاربرٹ کے ہاتھ سے جو ذلت

نصیب ہوئی اس کا ذکر اس نے قلعہ میں جاکر نہیں کیا۔
فلورا نے سمیہ اس کی نفرت انگیز شکل دیکھی۔ لیکن کیا کرتی؟ پرائے بس میں تھی۔ ظاہر میں خوش خلقی سے پیش آئی۔ لیکن اس کی دلی کیفیت صرف اسی کو معلوم تھی۔ سرمائیس نے بھی خوشامد میں کسی طرح کی کمی نہ کی۔
یہ بانکا نوجوان دو گھنٹہ تک علیحدہ بیٹھا ہوا سرمائیس سے گفتگو کرتا رہا۔ فلورا اس عرصہ میں الگ اپنے کمرہ کے کواڑ بند کئے بیٹھی رہی۔ اور دل میں سخت ناراض تھی۔ اور چاہتی تھی۔ کہ کسی طرح ٹریسی ٹلیرن کی شکل نہ دیکھے۔ یہ علیحدہ بیٹھی ہوئی سوچ رہی تھی۔ کہ میرا باپ ضرور آجکل میں ٹریسی ٹلیرن سے شادی کرنے کے واسطے مجھ سے صاف طور سے کہدیگا۔ اول تو خدا نہ کرے اگر بد نصیبی سے ایسا ہوا تو میری کیا حالت ہوگی؟ میں تو زندہ درگور ہو جاؤنگی۔ یہ میرا دل کیسے چین پائیگا۔ یہ تو ہیوبرٹ کی الفت میں گرفتار ہے۔
افسوس کے آنسو بہا کر فلورا بولی! ہائے اور اس ماہی گیر کی کیا حالت ہوگی۔ جو مجھ پر بیدا ہوں دیوانہ ہے۔ ایکطرف دیکھتی ہوں کنواں ہی دوسری طرف کھائی۔ اب بتاؤ کسے پسند کروں اور کسے ناپسند کروں اس طرف والد کے حکم کی تعمیل کا خیال اور اس طرف اپنے پیارے عاشق کی الفت۔ دونوں میں سے کس کو رد کروں؟
فلورا انہیں خیالات میں مستغرق تھی۔ کہ ٹریسی ٹلیرن سرمائیس سے گفتگو کرکے رخصت ہوا اور سرمائیس نشستگاہ سے باہر نکل کر ٹہلنے لگا۔ مگر وہ اس وقت نہایت تفکر کے عالم میں تھا۔ فلورا بھی چند لمحہ بعد اپنے کمرے سے نکل آئی۔ اور باہر آکر اپنے والد کو دیکھنے لگی۔
سرمائیس۔ میں خود تمہارے کمرے میں ملنے جانے کو تھا۔ اچھا ہوا کہ تم باہر آگئیں۔

فلورا۔ کیا حکم ہے۔ ارشاد ہو۔

سر مائیں۔ ذرا کمرہ میں چلو وہاں چلکر بتاؤنگا۔ کیونکہ یہ معاملہ ذرا غور طلب ہے۔ اور ایسا زیادہ غور طلب بھی نہیں۔ صرف تمہاری مرضی پر منحصر ہے۔

فلورا کا رنگ رُخ متغیر ہو گیا اور اس کا ماتھا ٹھنکا کہ ہو نہ ہو وہی بات ہے۔ جس کی نسبت ابھی میں کمرہ میں بیٹھی ہوئی خیال کر رہی تھی۔ مگر عقلمند فلورا بلا کسی قسم کا جواب دیئے اور بغیر کچھ کہے اپنے باپ کے پیچھے پیچھے ہولی۔ سر مائیں اُسے لیکر اپنے کمرے میں چلے گیا۔ اور دونوں جا کر کرسیوں پر آمنے سامنے بیٹھ گئے۔ فلورا منتظر تھی۔ کہ دیکھئے ابا جان کیا فرماتے ہیں۔

سر مائیں۔ بیٹی شائد تم کو یاد ہو گا کہ کل میں نے تم سے شادی کی نسبت کتنا کچھ کہا تھا۔

فلورا۔ جی ہاں مجھے یاد ہے۔ آپ کا مدعا یہ تھا کہ آپ اپنی زندگی میں مجھے راحت و آرام سے دیکھیں تو آپ کی بھی طبیعت خوش ہو۔

سر مائیں۔ ہاں ہاں یہی بات ہے میں اسی کی نسبت کہنے کو ہوں۔ کہ وقت آگیا ہے۔ کہ جب میں تمہیں خوش و خرم دیکھوں۔ اور میں بھی اس فلاکت و خواری۔ تنگدستی اور طعن و تشنیع کی زندگی کو اس ضعیفی کے عالم میں خیرباد کہہ کے مرتے دم تک شاد کام رہوں۔

اب تو فلورا کا اور بھی رنگ اڑ گیا۔ آئینہ کی طرح حیران و ششدر ہو کر نہایت اضطراب سے اپنے باپ سے کہا۔ گستاخی معاف! آپ کے ارشاد کا مطلب اچھی طرح میری سمجھ میں نہیں آیا۔ مہربانی فرما کر صاف صاف الفاظ میں بیان کر دیجئے۔

سر مائیں۔ پہلے تم اپنی حالت درست کرو۔ حواس تو تمہارے پہلے ہی باختہ ہوئے جاتے ہیں۔ سمجھو گی کیا خاک! دیکھو اور میری طرف متوجہ

لگا کہ سنو میں کہوں اسے غور سے سنو اور اچھی طرح سوچ سمجھ کر اس کا جواب دو آخر تمہارا بھی منشا معلوم ہو کر کیا ہے۔

فلورا۔ (دل پر جبر کر کے) آپ فرمایئے میں سن رہی ہوں۔

سرمائیس۔ اب جو ڈپٹی ٹامبرن آیا تھا۔ تو تمام کاغذات قرضہ و رہن نامہ وغیرہ ساتھ لایا تھا۔

فلورا۔ (قطع کلام کر کے) کیا قرضہ کی ادائیگی کے واسطے کہتا تھا۔؟

سرمائیس۔ ہاں اس کا یہی مطلب ہو سکتا ہے۔ مگر ایک بات اور بھی ہے۔ کہ وہ تمہارے حسن دل افروز کا جاندادہ ہے۔ اور اس نے منت وسماجت سے مجھ سے تمہارے ساتھ شادی کرنے کی درخواست کی ہے۔ اور کہا ہے کہ اگر تم سے اس کی شادی ہو گئی۔ تو پھر ایک پیسہ کا مطالبہ بھی باقی نہیں رہے گا۔ یعنے وہ نکاح ہونے ہی تمام کاغذات چاک کر ڈالے گا۔ اس کے جواب کے لئے اس نے مجھے صرف چار روز کی مہلت دی ہے اور یہ بھی ساتھ ہی کہدیا ہے۔ کہ حد سنیچر کے روز ۸ بجے تمہارا اس کے ساتھ نکاح ہو جانے ورنہ اتوار کے روز وہ ہم سب کو قلعہ سے نکال باہر کریگا۔ پیاری بیٹی ابتک جو زندگی میں نے عزت اور توقیر سے بسر کی وہ گویا یکدم ذلیل وخوار ہو جائے گی مگر اس شادی میں تمہیں تامل ہوا اور جن خدمت اور خوش اسلوبی سے یہ بال سفید ہوئے وہ سب خاک میں مل جائینگے۔ مفلسی اور ناداری ہماری رفیق ہوگی۔ اور گردش زمانہ سے دیکھئے خدانخواستہ کہاں کہاں ٹھوکریں کھانی پڑیں۔

فلورا۔ کیا اس سے آپ کی یہ غرض ہے۔ کہ میں اپنے آپ کو قربان کر دوں۔

سرمائیس۔ قربان کرنا کیا؟ ہرگز نہیں بلکہ اپنے باپ کی خواہش سے تم خوشحالی اور شادمانی کی مالک ہو۔ عزت اور توقیر تمہاری کنیز بنیں۔ اور

جواہر تم پر نثار ہوں۔ اور ساتھ ہی میری عزت و آبرو بھی رہ جائے اور میں اس آخری وقت میں بے شرمی و بے عزتی سے نجات پا جاؤں۔ اگر اس کا نام قربانی ہے۔ تو میں نہیں سمجھ سکتا کہ پھر بہتری کے معنے کیا ہیں؟

فلورا۔ ابا جان مشکل یہ ہے کہ میرا دل اس بہتری کو پسند نہیں کرتا (نانا سرمائیں۔ غصہ سے) تمہارا دل پسند نہیں کرتا۔ اس کے کیا معنے؟ اس نادانی کا تو علاج ہی نہیں۔ دنیا میں انسان کو جو خوشحالی و شادمانی نصیب ہو سکتی ہے۔ وہ اس وقت تم پر نثار ہو رہی ہے۔ اور لطف یہ کہ جو شخص اس کو نثار کرنے والا ہے۔ وہ خود بھی تم پر مٹا ہوا ہے۔ اگر اس حالت میں بھی تم خوش نہیں تو مرضی مولیٰ۔ نہ میں کچھ کر سکتا ہوں نہ اور کوئی۔ اس ضعیفی کے عالم میں جو بے عزتی و بے توقیری ہو گی وہ مجھے سب منظور۔ جانے دو۔ اگر تمہارا دل پسند نہیں کرتا میرا کیا ہے۔ جیسی پڑے گی بھگتوں گا۔ مگر تم تو اپنی کرتی میں کسر نہ رکھو۔

فلورا کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ باوجود ان جذبات عشق کے جن سے ناظرین آگاہ ہیں۔ اس کا دل اپنے باپ کی آخری وقت میں بے عزتی اور بے نمائی کو سوچ کر دہل گیا۔ اور وہ ایک غوطہ میں چلی گئی۔

کچھ دیر تامل کر کے بے اختیار رقت سے اپنے باپ کی گردن میں باہیں ڈالکر بولی " اچھا ابا جان مجھے منظور ہے میں اپنے دل پر جبر کر سکتی ہوں۔ مگر تمہاری عزت و آبرو پر حرف آتا ہوا نہیں دیکھ سکتی " نانا سرمائیں۔ نہایت خوش ہو کر فلورا کو گلے سے لگا کر " پیاری بیٹی میری زبان میں طاقت نہیں کہ تمہاری اس سعادتمندی و فرمانبرداری کا شکریہ ادا کر دوں۔

فلورا۔ یہ تو کچھ بات ہی نہیں۔ آپ کی اطاعت میں اگر میری جان بھی جائے تو عین سعادتمندی سمجھونگی۔ بہتر ہے جو آپ کی مرضی ہے۔

میں راضی ہوں ۔ مگر مہلت بہت قلیل ہے ۔ بس صرف اس کا ہی خیال ہے"
سر مائیکس ۔ "واقعی مہلت بہت قلیل ہے ۔ مگر وجہ یہ کہ ٹریسی ٹلبرن کی بیقراری حد سے بڑھ گئی ہے ۔ اسے ایک ایک منٹ سال کے برابر گذرتا ہے ۔ ہاں ایک بات کہنا بھول گیا ۔ ذرا اتنا اور کہنا ہے کہ تم ٹریسی ٹلبرن سے خود اپنی زبان سے شادی کا اقرار کر لو تاکہ اس کی بھی دلجمعی ہو جائے وہ اس قدر بے صبر ہو رہا ہے کہ چلتے چلتے مجھ سے کہہ گیا ہے کہ میں ابھی آتا ہوں تم اپنی بیٹی کی زبان سے اقرار کرا دو ۔
فلورا ۔ "جو کچھ آپ کا ارشاد ہے مجھے منظور ہے ۔ مگر خدا کو واحد شاہد کر کے کہتی ہوں ۔ کہ یہ صرف آپ کے حق پدری کے لحاظ سے ایسا کرتی ہوں ۔ ورنہ وہ تو اگر سات ولائیت کا بادشاہ بھی بن کر آئے تو آنکھ اٹھا کر نہ دیکھوں ۔ کیا کہوں کچھ ایسی مجبوریاں پیدا ہو گئیں ہیں جن سے میں لاچار رہوں ۔ نہ خدا آپ کو شرمسار کرتا نہ آج یہ دن دیکھنا نصیب ہوتا"
یہ کہتے ہی اس کی آنکھوں سے آنسو ٹپ ٹپ بہنے لگے ۔
سر مائیکس ۔ (سامنے سے ٹریسی ٹلبرن کو آتا ہوا دیکھ کر) میں کہتا تھا کہ وہ بہت بیقرار پھرتا ہے ملے لو وہ آ گیا میرے خیال میں یہ ابتک یہیں کہیں باغ میں ٹہل رہا تھا ۔ اچھا اب تم اپنے کمرہ میں چلی جاؤ میں اسے تمہارے پاس بھیجتا ہوں ۔
اسوقت فلورا جانے کو تو چلی گئی لیکن تھی نہایت پریشان اس کی حالت عجیب تھی ۔ ادھر ہیوبرٹ کی تصویر آنکھوں کے سامنے تھی اور اس سے عہد و پیمان کا خیال دل کو بے چین کئے دیتا تھا ۔ ادھر والد کی بات نہ ماننے میں بے توقیری ہونے کا خیال آ کر ان سب پر پانی پھیر دیتا تھا ۔ غرضیکہ اس کا اس وقت بعینہ یہ حال تھا ۔

غرض دو گونہ عذاب است جان مجنون را
بلائے صحبت لیلےٰ و فرقت لیلےٰ

ابھی چند منٹ نہ گذرے ہونگے کہ یکایک دروازہ کھلا اور ٹریسی ٹلبرن نہایت بھڑکتے کی پوشاک پہنے ہوئے اچھا خاصہ بانکا چھیلا بنا ہوا ادھر ادھر دیکھتا بھالتا کمرہ میں داخل ہوا اور بکمال محبت آمیز لہجہ میں کہنے لگا "اے شمع حسن۔ اے گل خوبی دلبرے حسن کی مورت اے پری وجمال نازنین میں ایک عرصہ سے تیرے عشق میں دیوانہ ہوں۔ جان ومال اور "

فلورا۔ (قطع کلام کرکے نہایت سرد مہری کے ساتھ) آپ کی فصاحت وبلاغت کی زیادہ ضرورت نہیں۔ والد مجھ سے تمام حال کہہ چکے ہیں۔ میں ان کے حسب منشاء آپ سے شادی کرنے کو رضامند ہوں۔

ٹریسی ٹلبرن۔ پیاری مجھ کو پہلے ہی امید کامل تھی۔ کہ تم قدر شناس ہو اور مجھ جیسے ہمہ صفت موصوف نوجوان کو پسند کروگی۔ میرے برابر دولتمند میرے برابر امیر۔ مجھ جیسا انکا جوان اور کوئی ہے؟ میری نفیس اور بیش قیمت پوشاک کل ہی ایک بڑا اعلے درجے کا درزی سی کر لایا ہے اس کی لاگت قریباً .... "

فلورا۔ خیر کچھ لاگت آئی ہو مجھے اس سے مطلب نہیں۔ آپ جس کام کے واسطے تشریف لائے تھے۔ اس کا میں نے جواب پہلے ہی دیا ہے کہ میں راضی ہوں۔ ابا جان کی تابعداری سے میں سر نہیں ہلا سکتی۔ آپ مطمئن رہیں۔ میں آپ سے شادی کرنے پر رضامند ہوں۔

ٹریسی پیار میں آ ہاتھ بڑھا کر کہنے لگا "میری جان۔ میری روح میری دلبر۔ میری پیاری ایک بوسہ لب جان کا بخش دو اور ذرا ذرا ایک لحظ کیواسطے میرے کلیجے سے لگ کہ میرا دل ٹھنڈا کردو۔ سہ لگ جا گلے سے تاب اب اے نازنیں نہیں

ہے یہ خدا کیواسطے مت کہو نہیں نہیں

فلورا (ٹربیبی کا ہاتھ روک کر اور پیچھے کو ہٹ کر) دیکھیئے صاحب فی الحال آپ کو میرے ہاتھ لگانے کا کوئی حق حاصل نہیں۔ اسوقت تو آپ تشریف لیجائیے۔ جب پیچھے روز میرا آپ کا نکاح ہو جائیگا تب آپ کو اختیار بھی ہوگا۔ ابھی تک تو میں اپنی مختار ہوں۔ اسوقت برائے ثبت تشریف لے جائیے۔

ٹربیبی۔ واہ کیا کہتے ہیں۔ آپ کی تنگ مزاجی کے لئے اس قدر ناز کی ہم تو اللہ ہی والی ہے۔ تم اپنے عاشق کی ایکبات بھی ان نہیں سکتیں اس بے اعتنائی کی کچھ حد بھی ہے۔ مگر خیر مضائقہ کیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ پوشاک مجھے سجتی نہیں۔ اسیواسطے تم مجھے بوسہ نہیں دیتیں۔ اگر میں نفیس اور موزوں پوشاک پہنے ہوئے ہوتا تو یقیناً تمہارا دل مجھ پر مائل ہو جاتا۔ افسوس کہ میں دوسری پوشاک کیوں نہ پہنکر آیا بہرکل ہی درزی سی کر لایا ہے۔ خدا چاہے گا تو کل آپ دیکھکر مجھے بے اختیار ہو جائیں گی۔ اور میری صورت کی شیدائی۔

فلورا۔ بس جب آپ کل تشریف لائینگے۔ دیکھا جائیگا۔

فلورا اٹھکر چلی گئی۔ اور ٹربیبی نادانی سے پیچھے ہنستا رہ گیا۔

ناظرین کو ہم انہیں پہاڑیوں کی سیر کراتے ہیں۔ دوپہر کا وقت

ہے۔ اور دو شخص نہایت نفیس گھوڑوں پر سوار چلے جا رہے ہیں۔ یہ دونوں شخص جو سڑک جھیل ڈیلامیر کے متصل پر سے کو جاتی ہے۔ اسی پر یہ سوار جا رہے ہیں۔ ایک سوار آگے ہے۔ اور دوسرا اردلی کی طرح پیچھے پیچھے۔ اگلے سوار کی عمر پچاس سال کے قریب ہے۔ اور اس کے چلنے اور چہرے سے جنگی لباس سے ملبوس ہے۔ چہرہ پر دلاوری کے آثار پائے جاتے ہیں۔ اعضا قوی اور موزون وجیہ ہیں۔ ایک نہایت بیش قیمت تلوار کمر سے لٹک رہی ہے۔ اور ایک پستول کی جوڑی خورجی میں رکھی ہوئی ہے۔ عقب کے سوار کی صورت معمولی۔ قد میانہ اور عمر کوئی بیس سال کی ہے۔ لباس بھی اس کا معمولی ہے۔ اور سوائے ایک تلوار کے جو اس کی کمر میں لٹک رہی ہے اور کوئی ہتھیار اس کے پاس نہیں۔ تھوڑی دیر تک یہ خاموش چلے گئے۔ جب دوراہے پر پہنچے۔ تو اگلے سوار نے جو بظاہر پیچھے کا آقا معلوم ہوتا تھا کہا۔ ولموٹ۔ نہیں معلوم ہے۔ یہ کونسا رستہ ہے۔ جہاں ہم جا رہے ہیں۔

ولموٹ۔ (مودبانہ لہجہ میں) داہنے ہاتھ کو جو سڑک جاتی ہے۔ وہی ہماری منزل مقصود پر جا پہنچتی ہے کچھ دور نہیں۔ کوئی ڈیڑھ میل چل کر قلعہ آ جائے گا۔

یہ سنکر اگلے سوار نے داہنے ہاتھ کو گھوڑے کی باگ موڑی اور کچھ عرصہ تک دونوں خاموش چلے گئے جب چاروں طرف گنجان جنگل آ گیا۔ تو یکایک ایک طرف سے ایک چیخ سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی چار قزاق جھپٹ کر ان پر آ پڑے۔ آقا تجربہ کار جوانمرد تھا۔ اس نے چیخ سننے کے ساتھ معاً پستول نکالا اور قزاق سے چلا دیا۔ مگر افسوس کہ نشانہ خطا گیا اور گولی قزاق کے نہ لگی۔ اب اس نے فی الفور دوسرا پستول نکال کر فیر کیا۔ یہ گولی خطا نہ ہوئی۔ اور قزاق چیخ مار کر گرا۔ ادھر اس کے نوکر نے بھی اپنی تلوار میان سے نکالی۔ اور

قزاقوں نے اس پر حملہ کیا۔ مگر بدقسمتی سے یہ ابھی سنبھلنے نہ پایا تھا کہ ایک قزاق نے اس کی ٹانگ پکڑ کر گھوڑے سے نیچے گرا لیا۔ اور ایسی چوٹ لگی کہ گرتے ہی بیہوش ہو گیا۔ اب یہ قزاق اس کے آقا کی طرف بڑھے۔ یہ تین تھے۔ وہ اکیلا۔ تین اور ایک کا کیا مقابلہ پر لیکن اس نے جان پر کھیل کر بڑی دلیری سے ان کا مقابلہ کیا بدقسمتی کہ آخر اس کا گھوڑا ٹھوکر کھا کر گرا اور یہ بیچارہ زمین پر آ رہا۔

تینوں قزاق ایک دم سے اس پر حملہ آور ہوئے۔ مگر یہ اس مظلوم پر جھپٹے ہی تھے۔ کہ یکایک ایک طرف سے بندوق سر کرنے کی آواز آئی اور ایک گولی ایک قزاق کے سر میں لگی۔ جس سے وہ تو گر پڑا اور باقی دونوں قزاق بدحواس ہو کر بھاگے۔

سوار نے اٹھکر ادھر ادھر دیکھا۔ تو ایک نوجوان دراز قامت ہاتھ میں بندوق لئے سامنے نظر آیا۔ یہ نوجوان ان بھاگے ہوئے قزاقوں کا تعاقب کرنا چاہتا تھا۔ کہ سوار نے زور سے پکار کر کہا "جناب ذرا توقف کیجئے۔ ان کم بختوں کو جانے دیجئے۔ ان کو سزا کافی مل گئی ہے۔ میں آپ کا بدل و جان مشکور ہوں۔ اس وقت میں اپنی جان سے بالکل نا امید ہو گیا تھا۔ صرف آپ ہی نے اس وقت میری جان بچائی۔

نوجوان۔ (لاپرواہی کے لہجہ میں) میں نے اپنے ذمہ سے صرف وہ فرض ادا کیا ہے۔ جو ہر انسان پر قدرتی طور سے واجب ہے "

سوار۔ آپ کا یہ خیال نیک نیتی پر مبنی ہے۔ اور اس سے آپکی بلند حوصلگی عالی ہمتی ہویدا ہے۔ مگر میرا بال بال آپ کے احسان سے بندھا ہوا ہے۔ اور تادم حیات اس احسان کا معاوضہ نہ دے سکونگا۔

نوجوان۔ (بیہوش نوکر کیطرف اشارہ کرکے) یہ شائد آپ کا نوکر ہے جو بیہوش پڑا ہے۔

سوار۔ جی ہاں۔

اب دونوں اس کی طرف بڑھے۔ سننے میں اس کو بھی ہوش آگیا تھا اس نے آنکھیں کھول کر اپنے آقا کو صحیح سلامت دیکھا۔ اور آہستہ آہستہ اٹھنے لگا اس کے چوٹ تو آئی تھی لیکن خفیف۔

سوار نے اس شخص کو تمام حال بتایا کہ کس طرح جوان نے اس کی جان بچائی جسپر اس نے بھی اپنے آقا کی طرح نوجوان کا شکریہ ادا کیا۔

سوار۔ (نوجوان سے) میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اگر میرا ہر بن مو بھی زبان بن جائے۔ تو بھی آپ کی شجاعت کی پوری تعریف نہیں کرسکتا۔ احسان مند سر رچرڈ تمام عمر آپ کے اس کرم کو یاد رکھیگا۔ امید کہ آپ اپنا نام بتا کر اور ممنون احسان کریں۔

نوجوان۔ میں ایک عاجز آدمی ہوں نہ میرا کوئی خطاب ہے نہ کوئی بڑا لقب مجھ خاکسار کا نام ہیوبرٹ فارسٹر ہے۔

سر رچرڈ۔ مجھ کو آپ سے باہمت اور ذی حوصلہ شخص سے اس طور پر دوستی ہو جانے کا نہایت فخر ہے۔ مگر آپ مہربانی فرما کر یہ بتلایئے کہ یہاں سے گاؤں کتنی دور ہے۔ اور وہاں کوئی مسافر خانہ بھی ہے یا نہیں؟ جہاں ہم رات بسر کرسکیں۔

ہیوبرٹ۔ گاؤں تو یہاں سے قریب ایک میل کے ہے۔ مسافر خانہ کی نسبت یہ عرض ہے۔ کہ ایک چھوٹا سا ٹوٹا پھوٹا مکان ہے۔ وہ بھی برائے نام وہاں مسافروں کو بجائے آرام کے تکلیف ہوتی ہے میرے خیال میں تو وہ ہرگز آپ کے قیام کرنے کے لائق نہیں۔ ہاں اگر آپ میری جھونپڑی کو اپنے قیام کا فخر بخشیں۔ تو عین عنایت ہوگی۔

سر رچرڈ۔ میں آپ کی اس عنایت کا نہایت مشکور ہوں۔ اور یہ گویا اس بوجھ پر جو آپ کے احسانات کا میرے کندھوں پر ہے۔ اضافہ

مزید ہوگا۔

ہیو برٹ۔ تو تشریف لے چلئے۔

سر رچرڈ۔ بہت بہتر۔

ہیو برٹ سے سر رچرڈ نے بہت اصرار کیا کہ وہ ولموٹ کے گھوڑے پر سوار ہو کر چلے۔ مگر اس نے منظور نہ کیا۔ کہا کہ ولموٹ کے سر میں چوٹ آئی ہے۔ اور یہ کیونکر ممکن ہے۔ کہ میں بیمار کا گھوڑا چھین کر اس پر خود سوار ہو جاؤں۔ میں ویسے بھی کئی میل چلنے کا عادی ہوں۔ اور میری بھی خوشی ہے کہ پیدل چلوں۔

ہیو برٹ الگ ہوا۔ تو سر رچرڈ نے موقعہ پا کر آہستہ سے ولموٹ کے کان میں کہا۔ یہی تو وہ نوجوان ہے جس کے ......!!

ولموٹ۔ (حیرت زدہ ہو کر) او ہو یہی ہے وہ جس کے لئے آپنے اتنی مسافت طے کی۔

سر رچرڈ۔ چپ رہو۔ ابھی بات کرنے کا موقعہ نہیں۔ ایسا نہ ہو۔ ہمارا راز فاش ہو جائے۔

اب سر رچرڈ اور ہیو برٹ آگے آگے جا رہے تھے۔ اور ولموٹ پیچھے پیچھے راستہ میں سر رچرڈ نے جھیل ڈیلامیر اور گاؤں کے متعلق بہت سے سوال کئے جن کا تسلی بخش جواب ہیو برٹ نے دیا۔ بالآخر سر رچرڈ نے دریافت کیا۔ آپ کو یہاں رہتے ہوئے کتنا عرصہ ہوا ہوگا۔

ہیو برٹ۔ قریب سات مہینے کے ہوئے ہیں۔

سر رچرڈ۔ یہاں آس پاس شکار تو بہت ملتا ہوگا۔

ہیو برٹ۔ آپ کا خیال درست ہے۔ یہاں شکار کثرت سے ہے اسی وجہ سے میرا دل یہاں لگ گیا ہے۔ اور دوسرے اس جھیل کا نظارہ کچھ ایسا دل کو بھاتا ہے۔ کہ میں کہہ نہیں سکتا۔

سر رچرڈ۔ میں نے سنا تھا کہ اس جھیل کے کنارہ ایک قلعہ ہے جس میں کوئی سر مائیکل نامی رہتے ہیں۔
ہیوبرٹ۔ جی ہاں قلعہ قریب ہی ہے۔ مگر آپ کا وہاں کیا کام ہے۔
سر رچرڈ۔ مجھے کوئی ضروری کام تو نہیں۔ مگر میں اور سر مائیکل ایک زمانہ میں پرانے دوست رہے ہیں۔ عرصہ سے ملاقات نہیں ہوئی۔ اس وجہ سے ملاقات کو دل چاہتا ہے۔ اور ایک اتفاق سے اس طرف آنا بھی ہو گیا میں نے کہا ایک پنتھ دو کاج چلو ملتے ہی چلیں۔ ہاں یہ تو بتائیے کہ وہ یہاں تنہا ہی رہتے ہیں۔ یا ان کے گھر بار کے لوگ بھی یہیں ہیں۔

ان الفاظ سے ہیوبرٹ کے چہرے پر ایک اضطراب سا پیدا ہو گیا جسے اس نے ہر چند چھپانے کی کوشش کی۔ لیکن سر رچرڈ نے تاڑ لیا۔ بقول شخصے۔ ؏

تاڑ جاتے ہیں تاڑنے والے

ہیوبرٹ۔ (کچھ تامل کے بعد) ان کی اہلیہ کا تو عرصہ ہوا انتقال ہو گیا۔
سر رچرڈ۔ استغفراللہ معفوت کرے۔ کوئی بال بچہ بھی ہے۔
ہیوبرٹ۔ (کچھ شرمندہ سا ہو کر دبی آواز سے) جی ہاں صرف ایک لڑکی ہے۔
سر رچرڈ۔ اکلوتی بیٹی۔
ہیوبرٹ۔ جی ہاں۔
سر رچرڈ۔ لڑکی کی عمر کیا ہے۔ اور شکل کی کیسی ہے؟
ہیوبرٹ۔ (اس جملہ سے کچھ گھبرا کر) جوان ہے۔ کوئی بیس سال کی ہو گی صورت شکل میں بھی اچھی ہے۔ نقش و نگار موزوں ہیں چہرہ مہرہ رنگ و روپ سب کچھ اچھا ہے۔

اس گفتگو میں ہیوبرٹ کے چہرہ کی رونیت جس طرح بدلتی رہی سر رچرڈ اسے بغور دیکھا کیا پیتا رہا۔

اب ہیوبرٹ نے چالاکی سے اور ذکر چھیڑ دیا تاکہ سرمائیں کا ذکر اب ہونے نہ پائے۔ نہ مہمان اس کے متعلق کوئی بات دریافت کرے اور نہ اسے جواب دینا پڑے۔

یہ مسافر شام کے قریب اپنی منزل مقصود یعنی ہیوبرٹ کے گاؤں میں جا پہنچے۔ ہیوبرٹ نے بے انتہا خاطر و مدارات کی اور بخوف طوالت صرف اس قدر کہنا کافی ہے۔ کہ دونوں مہمانوں نے خوب آرام سے رات بسر کی۔

ہیوبرٹ علی الصباح سر رچرڈ اور اس کے ساتھی کو جھیل ڈیلامیر کے کنارے پر لے گیا۔ جہاں سامنے قلعہ نظر آرہا تھا۔ صبح کا وقت اور سہانا سماں تھا۔ مگر جھیل چونکہ پوری ایک میل چوڑی تھی۔ قلعہ صاف طور سے دکھائی نہ دیتا تھا۔ ہیوبرٹ نے جیب سے ایک دوربین نکالی اور سر رچرڈ کو دے کر کہا کہ اس سے قلعہ کو دیکھنے کی کوشش کیجئے۔

سر رچرڈ نے دوربین سے قلعہ کو دیکھ کر کہا۔ سبحان اللہ کیا دلکش نظارہ ہے۔ اور دوربین بھی کس قدر عمدہ ہے۔ کہ ایک میل کے فاصلہ پر چھوٹی سی چھوٹی چیز بھی کیسی صاف نظر آتی ہے۔ وہ دیکھو سامنے کے کمرہ کی کھڑکی کے دروازہ پر جو سبز کپڑا لٹک رہا ہے۔ کیسا صاف نظر آتا ہے۔ عمارت کی سادگی کیسی دلخوش کن ہے۔ اوہو یہاں تو ایک نوجوان لڑکی بھی دکھائی دیتی ہے۔ یہ کون ہے۔ دیکھو دریچہ کے پاس کھڑی ہے اور ایک گلدستہ اٹھا کر دریچہ میں رکھ دیا ہے۔ اور منتظر کھڑی ہے۔

آخری الفاظ سر رچرڈ کی زبان سے نکلے ہی تھے۔ کہ ہیوبرٹ دوربین لے کر خود دیکھنے لگا۔ اور دیکھتے ہی بول اٹھا۔ یہ گلدستہ تو اور اس نے اٹھا کر رکھا ہے۔ اور اب جانا چاہتی ہے۔ خدا خیر کرے آج کیا بات ہے۔

اس بیخودی کے عالم میں ہیوبرٹ چونک پڑا پیچھے پھر کر دیکھا تو سر رچرڈ اور اس کا ساتھی کچھ دور جا کھڑے ہوئے تھے۔ اب دل ہی دل میں

کہنے لگا۔ شکر ہے کہ میرا کہا انہوں نے نہیں سُنا بہت ہی اچھا ہوا ورنہ راز فاش ہو جاتا۔

ناظرین کو یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ ہیوبرٹ نے اس گلدستہ کے جواب میں کیا کیا۔

سر رچرڈ اپنے نوکر کے قلعہ کی طرف چلدیا۔

اور ہیوبرٹ جھٹ کشتی پر سوار ہو کر جھیل کے اس کنارہ پر پہنچا۔

اس نے کشتی کنارہ سے باندھ دی۔ اور خود فلورا کی تلاش میں گھنے جنگل کو روانہ ہوا تھوڑی دور گیا ہوگا۔ کہ فلورا سامنے سے آتی ہوئی نظر آئی۔ دونوں ایکدوسرے کو دیکھکر بے اختیار دوڑ کر لپٹ گئے تھوڑی دیر تک یہ دونوں کچھ نہ بولے اور باہم گلے سے لگے رہے۔ فلورا نے دل میں مصمم ارادہ کر لیا تھا۔ کہ شادی کی نسبت اس سے کچھ ذکر نہ کرونگی۔ مبادا اس کی دل شکنی ہو۔

ہیوبرٹ۔ کہو پیاری مزاج تو اچھے ہیں۔

فلورا۔ ہاں تمہارے دیکھنے سے طبیعت خوش ہو گئی۔

ہیوبرٹ۔ کہو شادی کی نسبت تو تمہارے والد نے کچھ اور نہیں کہا تھا۔

فلورا۔ ابھی تک کچھ نہیں کہا۔ مگر مجھے معلوم ہوتا ہے کہ آجکل میں ضرور مجھ سے صاف صاف کہیں گے۔

ہیوبرٹ۔ میری جان اگر تمہاری مرضی ہو تو میں تمہیں بوئے گل کی طرح اڑا کر لے چلوں۔ مگر ہاں ایک بات ہے کہ ایسا محل اور ایسا باغیچہ رہنے سہنے کے واسطے نہ ملیگا۔ کیونکہ تم میری حالت جانتی ہو یہ عیش و آرام اور یہ فرحت و نشاط نصیب نہ ہوگی۔ ہاں یہ خادم دل و جان سے ہر وقت خدمت کو حاضر رہیگا۔

فلورا۔ پیارے ہیوبرٹ بھلا تم الفاظ کہ دکھ میں ان کے کھلم کھلا

کہنے سے پہلے ایسی حرکت کس طرح کروں۔ گویا یہ ایک والد سے صریح بغاوت ہوگی۔

ہیوبرٹ۔ تو اچھا ایک کام کریں۔ کہ تمہارے والد کے ساتھ چلکر دونوں ان کے قدموں پر گر پڑیں۔ اور تمام حال بے کم و کاست کہدیں۔ شاید اس طرح ان کو میری حالت زار پر رحم آجائے۔ اور کام بن جائے۔

فلورا۔ یہ خیال تو شیخ چلی کا سا ہے۔ میرے والد سے اس قسم کی ہرگز امید نہ رکھو۔ وہ ایک سخت دل آدمی ہیں۔ اور ابھی ضرورت ہی کیا ہے۔ جب وہ مجھ سے کہیں گے جب دیکھا جائیگا ابھی تیل دیکھو تیل کی دھار دیکھو۔ خدا کیا کرتا ہے۔ اور صاف بات تو یوں ہے کہ اگر میری قسمت میں تمہاری لونڈی بننا لکھا ہے۔ تو کوئی کچھ نہیں کر سکتا۔ سب خود ہی رضا مند ہو جائینگے۔ اور دشمن بھی دوست بن جائینگے۔ لیکن اگر یوں ہی غم والم میں بسر کرنا لکھا ہے۔ تو کوئی اس کے خلاف نہیں کر سکتا پھر سب بھی اگر ملکر کوشش کریں کہ میری شادی تمہارے ساتھ ہو جائے۔ تو بھی ناممکن۔

ہیوبرٹ۔ میں تو آپ کا غلامان غلام ہوں۔ غلام کو آقا کے حکم سے کیا عذر ہو سکتا ہے۔ جو کہوگی وہ مجھے منظور ہے۔

اس جملہ سے فلورا کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ اور قریب تھا کہ وہ اس عالم بیخودی میں تمام حال کہہ دے جو ابتک چھپا رکھا ہے۔ مگر والد کی عزت کے خیال نے اسے روکا اور وہ حال دل کہنے سے باز رہی۔

فلورا۔ پیارے اب دیر ہوئی جاتی ہے۔ میں رخصت ہوتی ہوں۔

ہیوبرٹ۔ (افسردہ دل ہو کر) فی امان اللہ!

فلورا اپنے عاشق سے رخصت ہو کر چل تو دی۔ مگر دل جانے کو نہ چاہتا تھا۔ بار بار منہ پھیر پھیر کر ہیوبرٹ کو دیکھ لیتی۔ ہیوبرٹ کی آنکھیں

بھی فلورا کی طرف لگی ہوئی تھیں۔ فلورا کے دل میں کئی مرتبہ خیال آیا کہ اب بھی جا کر ہاجو برٹ سے تمام حال کہہ دے۔ مگر عاشق کی دلشکنی کے خیال سے باز رہی۔

جب یہ اپنے کمرے میں آئی تو اس کا دل بے اختیار ہو گیا اور خوب پھوٹ پھوٹ کر روئی۔ کامل ایک گھنٹہ تک آنسو نہ تھمے۔ جب کسی قدر دل کی بھڑاس نکل گئی۔ تو یہ اپنی طبیعت کو سنبھال کر باہر نکلی اور والد کے کمرے میں جا بیٹھی۔

سر رچرڈ جسے ہمارے ناظرین جانتے ہیں۔ اسوقت اس کے والد کے ہمراہ تھا۔ فلورا کو دیکھ کر نہایت خوش ہوا۔

سرمائیکل۔ (فلورا سے) یہ سر رچرڈ فیچ ہمارے معزز مہربان ہمارے ہاں مہمان آئے ہیں۔ ان کے واسطے کھانا تیار کراؤ۔ اور آج ڈپٹی ٹمبرن بھی کھانا یہاں ہی کھائے گا۔ لہٰذا نہایت عمدہ کھانا اپنے سامنے پکوا کر تیار کر رکھو۔

فلورا۔ بہت اچھا ابھی لیجئے۔

اتنا کہکر فلورا تو باورچی خانہ کی طرف چلی گئی۔ اور سر رچرڈ نے سرمائیکل سے پوچھا شاید ڈپٹی ٹمبرن وہ صاحب ہیں جن سے آپ کی صاحبزادی کا عقد ہونے والا ہے۔

سرمائیکل۔ آپ سے کس نے کہا۔

سر رچرڈ۔ کہا تو کسی نے بھی نہیں۔ لیکن جس وقت آپ نے ان کا نام لیا۔ تو فلورا کے چہرے پر کچھ حجاب سا چھا گیا۔ اور اس نے سر نیچا کر لیا۔ اس سے میں سمجھ گیا۔ اب یہ فرمائیے کہ شادی کب ہوگی۔

سرمائیکل۔ پرسوں کو!!

سر رچرڈ۔ پرسوں تو شاید سنیچر کا دن ہے۔

سر مائکیس۔ جی ہاں سنیچر کو صبح سے آٹھ بجے۔

سر رچرڈ۔ اس قدر جلدی کیوں کی جاتی ہے۔

سر مائکیس۔ اس کی ایک خاص وجہ ہے۔ یہ شادی گویا خفیہ طور پر کیجاتی ہے۔ مسٹر ٹریسی ٹلبرن نے تو بہت کچھ کہا تھا۔ کہ شادی دھوم دھام سے ہونی چاہئے۔ لیکن میں نے کسی مصلحت سے انکار کر دیا۔ کیا میں امید کرتا ہوں۔ کہ آپ اس شادی میں شریک ہو کر مجھے مشکور کرینگے۔

سر رچرڈ۔ نہایت خوشی سے۔

سر مائکیس۔ لیجئے وہ ٹریسی ٹلبرن بھی آپہنچا۔

مسٹر ٹریسی ٹلبرن نہایت سجے سجے گھوڑے پر سوار بانکپن میں ڈوبے ہوئے کمال آہستہ آہستہ ایک عجیب شان سے آرہے تھے۔ دو سوار اردلی میں تھے۔

اس کو آتے ہوئے دیکھکر سر رچرڈ نے سوال کیا۔ ان حضرات کے عادات و اطوار کیسے ہیں۔ کچھ آپ کو واقفیت ہے۔

سر مائکیس۔ جہاں تک مجھے علم ہے۔ کوئی بری بات اس کی عادت میں داخل نہیں۔ ہر طرح سے لائق ہوشیار نیک چلن اور شریف ہے۔ ہاں ایک عیب ہے۔ کہ مزاج میں کسی قدر شیخی ضرور ہے۔ اس لحاظ سے میں یقین کرتا ہوں۔ کہ شروع گفتگو میں آپ اسے نادان خیال کرینگے۔ لیکن عادت سے واقف ہونے کے بعد آپ نہایت محفوظ ہونگے۔ اس کے سوا اور خدانخواستہ کسی قسم کا عیب نہیں جو کچھ ہے سو یہ ہے۔

اتنے میں ٹریسی ٹلبرن بھی خراماں خراماں ایک عجیب ناز و انداز سے ان کے قریب آپہنچا۔ سر مائکیس نے اپنے دوست سے انٹروڈیوس کرایا۔ اب کہ ٹریسی ٹلبرن نے شروع گفتگو میں تو کسی قسم کا اظہار چھچھورپن نہ کیا۔ مگر آخر اپنا اصل رنگ چھپا نہ سکے کچھ دیر گفتگو کرنے کے بعد

آپ سر رچرڈ سے مخاطب ہو کر یوں درافشانی کرنے لگے۔ بندہ نواز گستاخی معاف! آپ کی پوشاک میں مجھے کئی نقص نظر آتے ہیں۔ منجملہ ان کے اول تو سلائی ایسی ناقص ہے کہ بیان سے باہر۔ دوسرے لباس کی رنگت سخت بدزیب ہے۔ تیسرے مناسب سے بہت زیادہ کشادہ ہے۔ غرض یہ دیکھ کر خواہ مخواہ طبیعت میں نفرت پیدا ہوتی ہے مگر نمونتہً آپ میرے لباس کو ملاحظہ فرمائیے۔ کہ کیسی عمدہ سلائی ہے۔ دیکھکر انسان کی طبیعت خوش ہو جاتی ہے۔ آپ اسے میری خود بینی پر محمول نہ کیجئے۔ بلکہ میں ایک اصول کی بات کہہ رہا ہوں۔ مجھے افسوس آتا ہے کہ آپ سا جنٹلمین اور پوشاک کا یہ حال۔

سر مائیکیں۔ اپنے لائق فائق داماد کی گفتگو سے شرمندہ ہو کر ٹرلیسی ٹکبرن! میرے لائق اور معزز دوست لباس کے بارہ میں آپ سے زیادہ واقفیت رکھتے ہیں۔ میری خود آنکھوں دیکھی بات ہے۔ کہ ان جیسا بانکا جوان دوسرا نہ تھا۔ مگر اب بمقتضائے عمر انہیں اس طرف توجہ نہیں ہے۔ اور نہ بانکپن ان کو مناسب معلوم ہوتا ہے نہ اب میرا زمانہ عمدہ کٹے کی پوشاک پہننے کا ہے۔ اور نہ ان کا۔ بال سفید ہو گئے۔ بدن پر جھریاں پڑ گئیں۔ دل مردہ ہو گیا۔ اب لباس کا شوق کیسا؟

بالآخر ٹرلیسی ٹکبرن اپنی بیہودہ گوئی پر پشیمان ہو کر خاموش ہوئے اور اس کے بعد مختلف قسم کی گفتگو ہوتی رہی۔ مگر ناظرین یہ نہ سمجھیں۔ کہ ہمارے بیوقوف دوست ٹرلیسی ٹکبرن بالکل ہی خاموش ہو گئے۔ اس اثناء میں بھی بہت سی بیہودہ باتیں آپ نے کیں اور ان کی گفتگو سے سر رچرڈ کی طبیعت سخت متنفر ہو گئی۔ مگر سر مائیکیں کے لحاظ سے اس نے کچھ نہیں کہا۔

آخر جب بہت دیر ہو گئی۔ اور ٹرلیسی ٹکبرن کی نادانی اور جہالت کی گفتگو سنکر سر رچرڈ سے نہ رہا گیا تو کچھ بہانہ کر کے آپ وہاں سے

اُٹھ آئے اور اپنے کمرے میں آکر ایک خط لکھا اور اپنے نوکر کے حوالہ کر کے کہا ڈرولموٹ یہ خط لے جاؤ ۔ اگر سرمائیس دریافت کریں تو کوئی بہانہ کر دینا۔ بس ابھی وقت گھوڑے پر سوار ہو کر سیدھے بارڈیل پہنچو۔ اور وہاں کسی ایسے شخص کی تلاش کرو۔ جو اس خط کو محل میں بادشاہ تک پہنچا دے ۔ اور پرسوں تک جس طرح ممکن ہو۔ اس کا مجھے جواب لاکر دیدے۔ معاوضہ کا کچھ خیال نہ کرنا۔ جو کچھ ملنگے اسے دینا منظور کر لینا۔ خواہ ابھی وقت دے دینا۔ مگر یہ شرط کر لینا کہ وہ پرسوں ساڑھے سات بجے تک اس کا جواب میرے پاس لے آئے اور اگر ہفتہ کی شام کو ساڑھے سات بجے جواب آگیا تو میں مقررہ اجرت کے علاوہ میں پونڈ بطور انعام بھی دونگا۔ اس میں جہانتک ممکن ہو جلدی کیجائے۔ ورنہ کام خراب ہو جائیگا۔

ادھر ولموٹ خط لیکر باہر نکلا۔ ادھر کھانا تیار ہو کر میز پر چنا گیا سر رچرڈ بھی اس دعوت میں شریک ہو گیا۔ فلورا ایک طرف سر نیچے کئے ہوئے بیٹھی تھی۔ سر رچرڈ کے پہنچتے ہی کھانا شروع ہوا۔ فلورا کا یہ حال کہ اس کے حلق سے لقمہ نہ اترتا تھا۔ مگر ہمارے احمق دوست ڈبیسی ٹلبرن نے خوب شکم سیر ہو کر کھانا کھایا۔ اور کھانے سے فارغ ہو کر شراب کی صراحی اٹھا کر مےنوشی شروع کر دی۔ اور شراب بھی آدمیت کیساتھ نہیں پی۔ بلکہ ذرا سی دیر میں تین چار جام چڑھا گیا۔ گو سر رچرڈ اور سرمائیس نے بھی شراب پی۔ لیکن اسی طرح نہیں جس طرح ڈبیسی ٹلبرن نے ان دونوں نے اعتدال کیساتھ پی۔ کھانے کے بعد صلاح ہوئی کہ اس وقت چلکر تھوڑی دیر سیر کی جائے۔ ہوا خوری بھی ہو جائیگی۔ اور طبیعت بھی بحال ہو جائیگی۔ سر رچرڈ اور سرمائیس تو اٹھکر چلنے کو تیار ہوئے۔ مگر ڈبیسی ٹلبرن نشے میں مدہوش ہوئے جاتے تھے۔ خیر بدقت تمام یہ اپنی کرسی سے اٹھا مگر اٹھا کیا پھر لڑکھڑا کر بیٹھ گیا۔ شراب کا نشہ پورا چڑھ گیا۔ اور سر جھکا کر بالکل بیہوش ہو گیا۔

سر رچرڈ اپنے دل میں اس کی بیوقوفی پر افسوس کرتا ہوا باہر نکلا۔ اور سر مائیس بھی شرمندگی سے پانی پانی اس کے ساتھ ہوا۔ یہ دونوں جا کر باغ میں چہلقدمی کرنے لگے۔

ادھر ٹریسی ٹملیرن اسی کھانے کے کمرہ میں بیہوش پڑا رہا۔ اس حالت میں اسے قریباً آدھ گھنٹہ گذر گیا۔ اس وقت رات کی تاریکی اچھی طرح سے چھا گئی تھی۔ کچھ دیر اور گذرنے پر اسے کچھ ہوش آیا۔ جب اس نے آنکھیں کھولیں۔ تو کمرہ میں اپنے سوا کسی کو نہ پایا۔ اور صراحی کو جو دیکھا تو اس میں ابھی کچھ شراب باقی تھی۔ میدان صاف پا کر وہ بھی زہر مار کی طرح اور اس کی تہ تک بھی آپ جامہ سے نکل کھڑے ہوئے۔

اتفاق دیکھو۔ اس روز نوکر دالان میں روشنی کرنی بھول گئے۔ اور اس طرف کسی نے دھیان نہ کیا۔ چونکہ اندھیرا چھایا ہوا رہا تھا۔ یہ اسی تاریکی میں جھومتا ہوا دالان کے دروازہ تک پہنچا۔ عقل تو رفوچکر ہو چکی تھی۔ جھٹ دروازہ کھول نیچے زینہ کی طرف اترنا شروع کیا۔ جس کی نسبت ناظرین کو معلوم ہے کہ یہ وہی زینہ تھا۔ جس میں سے ہو کر جھیل کے کنارہ پر آ پہنچتے ہیں۔

اس زینہ میں سیڑھیاں بہت تھیں۔ کیونکہ اونچے مقام پر واقع تھا۔ اس لئے اترتے اترتے پیر لغزش میں ہو گیا اور زینہ سے لڑھک کر نیچے جھیل کے کنارہ پر آ پڑا۔ مگر ابھی تک ہوش نہیں آیا۔ اور یہ جھیل کے پانی سے صرف ایک گز کے فاصلہ پر پڑا ہاتھ پیر مار رہا تھا۔

کہ ایک کروٹ جو لی تو چونکہ زمین ڈھلوان تھی جھٹ جھیل میں جا رہا۔ مگر ابھی کچھ زیست کے دن اور تھے۔ کہ ہمارا نوجوان دوست اپنی محبوبہ کے فراق میں اس وقت معمول کے موافق جھیل میں کشتی پر سوار پھر رہا تھا۔ اس کے دل میں خیال آیا کہ فلورا آج سر رچرڈ کی خاطر تواضع میں مشغول ہوگی۔ اس وجہ سے اس کا آنا یا کسی بات سے مطلع کرنا تو ہو نہیں سکتا۔ اس لئے بہتر

ہے کہ تو ہی چل۔

یہ خیال کر کے ہیوبرٹ اپنی کشتی اس مقام پر لایا تھا۔ جہاں ٹریسی ٹلبرن ابھی ابھی گرا تھا۔

ہیوبرٹ نے پانی میں گرنے کا دھماکا سُنا تو جھٹ پٹ اُسے تلاش کرنے لگا۔ اور تھوڑی دیر میں پانی سے کھینچ کر کشتی میں ڈال لیا۔ بوجہ تاریکی کے اس نے ٹریسی ٹلبرن کی شکل و صورت تو دیکھی بھالی نہیں نہ اس کا گمان تھا کہ یہ ٹریسی ٹلبرن ہے۔ ہاں یہ سمجھ کر کہ کوئی آدمی ہے جو سخت بیہوش ہے خدا نخواستہ اگر مر گیا تو میں خواہ مخواہ علت میں پڑ جاؤنگا اسے کنارہ پر ڈال کر فوراً اپنے گھر کو چلا۔ ہیوبرٹ کے چلنے کے بعد کوئی دو تین گھنٹہ بعد ٹریسی ٹلبرن کو ہوش آیا تو اپنی نادانی پر نادم اور اپنے آپ کو دوسرے کنارہ پر پہنچا ہوا پا کر سخت متحیر ہوا۔ نہ اسے اسوقت کچھ وجہ سمجھ میں آئی کہ میں کیسے اور کیونکر یہاں چلا آیا۔ اور یہ میرے کپڑے جن پر مجھے فخر و ناز تھا کس نے پانی میں تر کر دیئے۔

خیر یہ جوں توں کر کے وہاں سے اٹھ کر سیدھا اس گاؤں کے مسافر خانہ میں پہنچا۔ رات بھر یہاں رہا۔ اور صبح کو سرپائیس کے نام ایک خط عذر خواہی کے طور پر لکھکر روانہ کیا اور اس میں کوئی ایسا حیلہ حوالہ لکھ دیا کہ جس کو سرپائیس نے گو کامل یقین نہیں کیا۔ لیکن کچھ کچھ سچ جان لیا۔

اس شادی میں صرف دو دن باقی تھے۔ اور ان دونوں میں کوئی

نئی بات واقع نہیں ہوئی جس کا ذکر خاص طور پر کیا جائے۔

اس اثناء میں فلورا کو ہیوبرٹ سے ملنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ وجہ یہ کہ فلورا کی شرافت و دیانتداری اس امر کی مانع تھی۔ کہ جسے اسکے والد نے پسند کیا۔ اس کے سوا دوسرے شخص سے گو اسے اس سے کتنی ہی محبت تھی ملتی۔

ہیوبرٹ نے اس نہ ملنے کی وجہ سر رچرڈ کی خاطر مدارات سمجھی راور جیسا کہ ناظرین کو معلوم ہے شادی کی ابتک کسی کو خبر تک نہ تھی۔ یہاں تک کہ نوکر بھی اس کا علم نہ رکھتے تھے۔ لہٰذا ہیوبرٹ کو بھی اس کے متعلق کچھ خبر نہ ہوئی۔

بنیچر کے روز صبح ہی صبح ہمارے دوست ٹربیی ٹلیرن نے ایک خط جو عطر میں ڈوبا ہوا تھا۔ سرمائیں کے پاس بھیجا۔ اور شام کیوقت نہایت بن ٹھن کر خود بھی عطر میں بسا ہوا دو نوکروں کو ساتھ لئے ہوئے گھوڑے پر سوار جلوہ گر ہوا۔ اور اپنے ساتھ ایک صندوقچہ جس میں قرض کے متعلق کاغذات اور رہن نامہ وغیرہ تھے لیتا آیا۔ اس کے آنے پر فوراً آدمی پادری صاحب کی طلبی کیلئے بھیجا گیا۔ ساڑھے سات بج چکے تھے۔ کہ پادری صاحب تشریف لائے سر رچرڈ کا جس نے لنڈن کو قاصد بھیج رکھا تھا۔ اسوقت کچھ اور ہی حال تھا۔ اسے کسی کروٹ چین نہ تھا۔ چہرہ پر ایک رنگ آتا تھا ایک جاتا تھا۔ سخت اضطراب کی حالت میں اس نے ولموٹ کو بلایا اور کہا۔ کہو بھئی ابھی وہ قاصد نہیں آیا۔ کیسے خطرے آئے تھے۔ خدا نہ کرے اگر دیر ہوگئی تو کام بگڑ جائیگا۔ اور پھر اس کا نہ آنا ہی بہتر ہوگا۔ تو دانم گھوڑے پر سوار ہو کے دوڑ تو جاؤ دیکھو کہ آتا ہے یا نہیں۔ تکان کی وجہ سے شاید آہستہ آہستہ آرہا ہو۔ دیکھو جلدی کرو۔ ورنہ گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں۔ ولموٹ "بہت بہتر ابھی جاتا ہوں۔" یہ کہکر ولموٹ جلدی سے گھوڑے پر سوار ہوکر قاصد کو دیکھنے چلا۔ سرمائیں ٹربیی ٹلیرن کے پاس آیا۔

اب ہر طرح سے معاملہ تیار تھا۔ صرف اتنی دیر تھی۔ کہ فلورا آجائے ہمارے معزز ناظرین اس نوجوان حسینہ کی حالت کا خود اندازہ کر سکتے ہیں کہ وہ اس وقت کس کشمکش و رنج میں گرفتار تھی۔ ہمارے نزدیک تو یہ شادی اس کے لئے ماتم۔ ماتم نہیں بلکہ موت سے بھی بدتر تھی۔ اور واقعی فلورا کی یہ اس وقت دعا تھی۔ الہی مجھے موت آجائے اور ٹرلیسی ٹلبرن سے شادی نہ ہو۔

یہ دلشکستہ و غمگین لڑکی اپنے کمرے میں رنج و اندوہ میں گرفتار بیٹھی تھی۔ کہ سر مائیس داخل ہوا اور اسے شادی کی پوشاک پہنکر باہر نشستگاہ میں آنے کا حکم دیا۔ دل تو نہ چاہتا تھا۔ مگر ناچار اس نے کپڑے بدلے اور مغموم دل سے باہر آبیٹھی۔

سر رچرڈ۔ (ٹرلیسی ٹلبرن سے) کہئے حضرت اس صندوقچہ میں کیا ہے۔

ٹرلیسی ٹلبرن۔ کچھ نہیں۔ سر مائیس کے قرض کے کاغذات ہیں۔

سر مائیکلس۔ ہاں اب وعدہ ایفا کیجئے مہربانی فرما کر ان کاغذوں کو میرے حوالے کیجئے۔ اب کیا دیر باقی ہے۔ اب پادری صاحب نکاح پڑھنا شروع کرتے ہیں۔

ٹرلیسی ٹلبرن نے فوراً صندوق کھولکر ایک ایک کاغذ نکالا اور سر مائیس کو دیتا گیا۔ اور سر رچرڈ نے سر مائیس سے لیکر ایک ایک کاغذ کو چاک کرنا شروع کیا۔ جب سب کاغذ پھاڑ ڈالے تو سر رچرڈ کے چہرہ پر ایک مسرت کی جھلک نمودار ہوئی۔

ہماری دوراندیش اور نیک خیال فلورا جو ابتک متفکر اور غمگین سی بیٹھی ہوئی تھی۔ ان کاغذات کے پھٹنے سے خوش ہوئی۔ اور اس کے چہرے پر بھی ایک دم سے شگفتگی آگئی۔

اب یہ ایک جوش میں اٹھی اور دریچہ کے پاس گئی۔

یہ دریچہ جھیل کی طرف تھا جھیل کے عین مرکز میں ایک کشتی پر روشنی ہو رہی تھی۔ اور اس کا بیخبر عاشق ہیوبرٹ فارسٹر اپنی محبوبہ کے حال سے غافل

اس کشتی پر سوار تھا۔

فلورا۔ (ایک خوشی کے لہجہ میں) ابا جان! اب تو آپ ٹریسی ٹلبرن کے پنجے سے نکل گئے ہیں۔ خدا کا ہزار ہزار شکر کرتی ہوں۔ خدانخواستہ آپ کی عزت میں بھی کسی قسم کا خلل نہ آیا۔ اور میری قسم بھی پوری ہو گئی۔ میں نے قسم کھائی تھی۔ کہ مرنا منظور مگر ٹریسی ٹلبرن کی بیوی نہ بنونگی۔ میں اب میں رخصت ہوتی ہوں۔ خدا حافظ۔

ان الفاظ کے منہ سے نکلتے ہی فلورا نے ایک چیخ ماری اور جھپٹ کر کے دریچے سے جھیل میں کود پڑی۔ اور عین اسی وقت جبکہ یہ جھیل میں کودی ایک نعرہ خوشی بلند ہوا۔ لیکن ادہر جس کمرہ میں سے یہ کودی تھی۔ وہاں رنج وغم کا ایک پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ سب لوگ دریچے کی طرف دوڑے سر رچو ڈ جھٹ دوڑ کے سیڑہیوں سے اتر کر جھیل کے کنارے پر آیا۔ یہاں کیا دیکھتا ہے۔ کہ ہیو برٹ فارسٹر فوراً فلورا کو کشتی میں سنبھالے کنارے کی طرف لا رہا ہے۔ پس جھٹ خبر دوڑ گئی۔ کہ فلورا مری نہیں۔ بچ گئی اس پر تمام قلعہ میں خوشی و خرمی کے نعرے گونج اٹھے۔

ہیو برٹ کشتی سے اتر کر فلورا کو ساتھ لئے ہوئے نشستگاہ میں آیا اور بڑے دلیرانہ لہجہ میں سر رچو ڈ سے کہنے لگا۔ جناب من گستاخی معاف یہ آپ کی سنگدلی کا نتیجہ ہے۔ کہ آپ کی لایق اور فرمانبردار لڑکی ایک سود خوار سے بچنے کے لئے اپنی جان پر کھیلنے پر آمادہ ہوئی۔ نہ آپ اس کے حریک ہوتے نہ یہ ایسا کرتی۔ آپ کو یہ خیال نہ آیا کہ میں اپنی پیاری بیٹی کو ایک رذیل سود خوار کمینہ کیسے بیاہ دوں۔ وہ تو خیر یہ ہوئی کہ معاملہ درہم برہم ہو گیا۔ ورنہ فلورا قطعی زندہ نہ رہتی۔

ٹریسی ٹلبرن۔ او بیہودہ میری نسبت ایسی گستاخی کے الفاظ کہتا ہے تو نے کیا سمجھ رکھا ہے۔ ابھی میرا قرضہ نہیں اترا۔ میں ایک ایک کوڑی کر کے رکھوا لونگا۔ تو ہے کس ہوا میں۔

ہیو برٹ۔ (اکڑ کر) ناکس سے۔ لے بتا تیرا کتنا قرضہ ہے۔

ٹرلیسی ٹلبرن۔ تو پوچھتا تو ایسے ہے۔ جیسے قرضہ ادا ہی کر دیگا۔ دو کوڑی کا آدمی ہمارے سامنے باتیں بناتا ہے۔ شرم نہیں آتی دریافت کرتے ہوئے۔

سر رچرڈ۔ آپ زبان مبارک سے ارشاد تو کر دیجئے۔ اس میں آپ کا کیا نقصان ہے۔

ٹرلیسی ٹلبرن۔ جناب عالی میرے ۹ ہزار ۹ سو ۷۰ پونڈ میں لائیے۔ بنا دیا۔ اب آپ ہی دید یجئے۔

اس پر ہیوبرٹ نے آواز دی تو جھٹ دو نوکر صندوقچہ لیئے ہوئے اندر داخل ہوئے۔

ہیوبرٹ۔ دس ہزار پونڈ کا صندوقچہ آگے سرکا کر) لیجئے اس میں دس ہزار پونڈ ہیں۔ اب تو آپ کا قرضہ بیباق ہو گیا۔

اتنے میں ولموٹ باہر سے دوڑا ہوا آیا۔ اور ایک لفافہ شاہی سر بمہر لا کر سر رچرڈ کے حوالہ کیا۔ سر رچرڈ نے اس کو کھولکر پڑھا اور کچھ کہنے والا تھا۔ کہ سرمائیس نے ہیوبرٹ سے پوچھا مجھے آپ کا نام نہیں آتا۔ میں یہ سمجھا کہ میرا قرضہ آپ کس لیئے ادا کرتے ہیں۔

ہیوبرٹ۔ مجھ عاجز کا نام ہیوبرٹ فارسٹر ماہی گیر ہے۔ اور میں ایک غریب اور۔

سر رچرڈ۔ (بات کاٹ کر) بس اب یہ ہیوبرٹ نہیں۔ بلکہ ۔۔ ہائن بلینڈ فورڈ ہیں۔

ٹرلیسی ٹلبرن۔ (بڑی جلدی سے) اگر اس کا نام سر ارہن بلینڈ فورڈ ہے تو اس کا باپ باغی تھا۔ اسے گرفتار کر لینا چاہیئے۔ بدمعاش باغیوں کو یہ جان نثاری کبریائی ہے۔

سر رچرڈ۔ یہ شاہی خط دیکھا کہ ۔۔ اتفاق ۔۔ معافی ۔۔

ناظرین یہ ہیوبرٹ فارسٹر ۔۔ بلینڈ فورڈ مرحوم کا لڑکا تھا۔ اور سر رچرڈ فنچ اس کا ماموں تھا۔

ہیوبرٹ کے دو ماموں تھے جس ماموں کیساتھ یہ کشتی میں سوار جھیل میں ڈوبا تھا۔ وہ اسے گلے سے لگائے ہوئے کنارے تک جا لگا تھا اور یہ دونوں اس طرح بچ گئے تھے۔

یہ اور اس کا ماموں دونوں ہارو ڈیل میں چلے گئے۔ جہاں آخر الذکر اپنا نام فارسٹر رکھکر رہنے لگا۔ جب اس کے ماموں کا انتقال ہوگیا۔ تو یہ اس گاؤں میں آرہا تھا۔ سر رچرڈ نے اس واقعہ کے بعد اس کو تلاش کیا۔ آخر پتہ لگ گیا۔ اور آکر اس سے ملا مگر اس پر اس نے ظاہر کیا کہ میں تیرا ماموں ہوں۔ اور بالا ہی بالا بادشاہ سے معافی نامہ منگوا کر اپنے دردمند ہونے کا ثبوت دیا۔

اور وہ صندوق جو ہیوبرٹ نے ٹریسی ٹابرن کو قرضہ کی بابت دیا تھا وہ تھا۔ جو اس جھیل میں غرق ہوا تھا۔ اور جس کو ہیوبرٹ ہر روز تلاش کیا کرتا تھا۔ اور آج اس کی خوش نصیبی سے عین موقعہ پر مل گیا تھا۔ وہ خوشی کا نعرہ جو ناظرین نے فلورا کے جھیل میں کودتے وقت سنا تھا۔ وہ دراصل ہیوبرٹ نے صندوقچہ پانے کی خوشی میں مارا تھا۔

اب یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ ٹریسی ٹابرن نہایت خفیف ہوا اور سر آرمن بلنیڈفورڈ نے اپنی پیاری معشوقہ اور رشتہ دار سے شادی کرلی اور وہ دونوں اس عالی شان قلعہ میں چین و آرام سے رہنے لگے۔

سچ ہے۔ ؎

اُسے فضل کرتے نہیں لگتی بار
نہ مایوس ہو اس سے امیدوار

تمام شد

بعلیح محمد امین کاتب از اسعد سکے